يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ ترمذی لَا جَمَاعَةَ إِلَّا بِإِمَارَةٍ دارمی

بانی: محدثِ مجتہد العصر، مفتی دوراں، جضرۃ العلام حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ

بیادا: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمۃ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ تنظیمِ اہلِ حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 14 | جمعۃ المبارک 30 جنوری تا 5 فروری 2015 | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

حیاء

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا۔ ''زنا کے قریب نہ پھٹکو، وہ بڑی بے حیائی کا کام اور بہت بری راہ ہے۔'' (بنی اسرائیل: 32) حیاء مومن کے لیے جنت میں جانے کا سبب ہے، نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔ ''حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں جانے کا باعث، بے ہودگی بے شرمی سے ہے اور بے شرمی جہنم میں ہوگی۔'' (شعب الایمان رقم الحدیث: 7308) حیاء ایمان کا حصہ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ قُرِنَا جَمِيعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ۔ ''حیاء اور ایمان کا آپس میں گہرا تعلق ہے ان میں سے ایک اٹھ جائے تو دوسری خود بخود چلی جاتی ہے'' (شعب الایمان رقم الحدیث: 7331) یعنی حیاء اور ایمان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے، یہ دونوں لازم وملزوم ہیں ان میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ۔ ''حیاء خیر کا باعث ہے'' (صحیح بخاری: 6117) اور دوسری روایت میں ہے: اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ۔ ''حیاء سب کی سب خیر ہے۔'' (رقم الحدیث: 4796) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ ''جب حیاء نہ رہے تو پھر انسان جو چاہے کرے۔'' (صحیح بخاری: 3483)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا حَوَى وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا وَعَى وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلَى۔ ''اللہ تعالیٰ سے حیاء کرو جیسا کہ اس سے حیاء کرنے کا حق ہے، سر میں جنم لینے والے خیالات کی حفاظت کرو اور پیٹ کی خواہش پر کنٹرول کرو، موت اور آزمائش کو یاد رکھو۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث: 5047) یقیناً بندگی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسلمان شرم وحیاء کا پیکر ہو، اس کی خلوت وجلوت خوف الٰہی سے مزین ہو، کسی حالت میں بھی اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ کرے۔

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

درس حدیث

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تُنْظَرُونَ إِلَّا إِلَى فَقْرٍ مُنْسٍ أَوْ غِنًى مُطْغٍ أَوْ مَرَضٍ مُفْسِدٍ أَوْ هَرَمٍ مُفَنِّدٍ أَوْ مَوْتٍ مُجْهِزٍ أَوِ الدَّجَّالِ فَشَرٌّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ أَوِ السَّاعَةِ فَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ ''سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات چیزوں سے پہلے تم اچھے اعمال کرلو کیونکہ تمھیں مہلت نہیں ملے گی، اللہ کی یاد سے غافل کردینے والی محتاجی سے پہلے، نافرمان بنادینے والی غناء (مال) سے پہلے، اطاعت میں خلل ڈالنے والی بیماری سے پہلے، عقل مفقود کردینے والے بڑھاپے، جلدی آجانے والی موت اور فتنہ دجال برپا ہونے سے پہلے، غیب شر کا انتظار کیا جاتا ہے یا قیامت کا، قیامت نہایت سخت اور کڑوی ہے۔''(ترمذی کتاب الزھدباب ماجاء فی المبادرۃ بالعمل جزء 7 ص 59 رقم الحدیث:2306)

اسلام ایک معتدل اور آسان دین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قیامت تک آنے والے لوگوں کی راہنمائی رکھی ہے، حالات جیسے بھی ہوں انسان اگر اس کے احکامات پر صدق دل سے عمل پیرا ہونا چاہے تو با آسانی اس پر عمل کرکے دنیا و آخرت میں کامیابی کا سامان پیدا کرسکتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مختلف انداز میں اچھے اعمال کرنے کی تلقین کی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اللہ کی یاد سے غافل کردینے والے فقر و فاقہ سے پہلے اور انسان کو باغی بنادینے والی دولت کے حصول سے پہلے اچھے عمل کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اسلام کی اصل منشاء یہ ہے کہ انسان اپنے ہاتھ سے محنت کرکے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے سب سے افضل مال اسے قرار دیا ہے جس کو انسان اپنے ہاتھ کے ساتھ جائز طریقوں سے حاصل کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انسان کو حصول مال کے لیے تمام ناجائز طریقوں کو اختیار کرنے سے منع فرماکر معاشرے میں حصول امن کا ایک بنیادی اصول بتلایا ہے کہ قیام امن کے لیے ذرائع آمدن کا جائز اور حلال ہونا ضروری ہے کیونکہ حصول مال کے لیے ناجائز ذرائع کا استعمال ہمیشہ معاشرے میں بدامنی اور افراتفری کا باعث بنتا ہے اور ہر انسان حصول مال کی دوڑ میں شریک ہوکر انسانی اقدار کو فراموش کردیتا ہے، اس وقت اس کے نزدیک صرف مال کا حصول ہی ہر چیز پر مقدم ہوگا جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام معاملات میں انسانی اقدار کو بہت زیادہ فوقیت دی گئی ہے اور مختلف مواقع پر انسانی اقدار کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے اس کی پاسداری کرنے والوں کو خوشخبری سے نوازا گیا ہے۔ اسی طرح انسان کو اللہ اور اس کے رسول کا باغی بنادینے والے مال کے حصول سے پہلے بھی اعمال صالحہ کا حکم دے کر انسان کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ یہ مال بھی انعام باری تعالیٰ ہے اس کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہوئے اس کی مخلوق کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ (بقیہ: ص 10)

بانیٔ: خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
منیجر: حافظ عبدالظاہر عاذب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: ذوقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	6
تفسیر سورۃ الاعراف	8
وحی الٰہی کا واضح انکار اور	11
حافظ محمد جاوید روپڑیؒ	15

زرِ تعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ کا سانحۂ ارتحال

عالمِ اسلام اپنے ایک عظیم قائد اور محسن سے محروم ہو گیا

22 جنوری کو علی الصبح یہ خبر پورے کرۂ ارضی پر آباد مسلمانوں پر بجلی بن کر گری کہ فرمانروائے مملکت سعودی عرب خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیزؒ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ ان کی وفات کی خبر سن کر بے ساختہ زبان سے نکلا: يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً. فَادْخُلِي فِي عِبَادِي. وَادْخُلِي جَنَّتِي. قلم ہاتھ میں تھاما ہے تو سمجھ نہیں آتا کہ مرحوم کے تذکرے کا آغاز ان کے زہد و تقویٰ سے شروع کروں، حرمین شریفین کے لیے ان کے توسیعی منصوبے کو اولیت دوں، مملکت سعودی عرب کے لیے ان کی تعلیمی، ثقافتی اور معاشی ترقی کو سرفہرست رکھوں۔ پورے عالم اسلام کی فلاح و بہبود بالخصوص پاکستان کی معیشت کے لیے ان کی ایثار و قربانی یا پھر پوری دنیا میں مساجد کی تعمیر اور قرآن مجید کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کرا کر اس کی مفت تقسیم کو موضوعِ افتتاحی کا درجہ دوں۔

پورے سعودی عرب کی فرمانروائی کے لیے جن کو ایک عشرہ بھی مکمل نہیں مل سکا، اس قلیل عرصے میں اس مردِ جلیل نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے جن کی تکمیل میں صدیاں بیت جاتی ہیں، یوں تو آل سعود کے پہلے حکمران شاہ عبدالعزیزؒ کے عہد سے ہی سرزمین حجاز میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور کا آغاز ہو چکا تھا، مملکت کا قانون قرآن مجید، اس کی تفسیر اور سنت رسول ﷺ کو قرار دیا گیا، نہ صرف جنت البقیع بلکہ پورے ملک کو شرک و بدعات سے پاک کر دیا گیا۔ عدالتی نظام کو مکمل آزاد، قرآن و سنت کو فیصلوں کی بنیاد، عدالتی نظام کو پوری دنیا میں رائج اور اخراجات سے مبراء سہل اور فوری انصاف کی فراہمی کا ذریعہ بنایا۔ اس خاندان کی پوری خدمات کے احاطہ کے لیے کئی جلدوں پر محیط ضخیم کتاب درکار ہے، میں صرف شاہ عبداللہ کی خدمات کا مختصر اجمالی خاکہ پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

حجاج اور معتمرین کی تعداد میں معدد بہ اضافے کی وجہ سے مسجد الحرام کی وسعت کے لیے شاہ نے جو منصوبہ بنایا تھا اس کے مطابق مسجد الحرام میں اس وقت آٹھ لاکھ نمازیوں کی گنجائش سے بڑھا کر بیس لاکھ نمازیوں کی گنجائش پیدا کرنا شامل ہے اور اس وسعت کے لیے جبل عمر اور کبریٰ مسفلہ تک کی تمام عمارتوں کو خرید کر ان کے انہدام کا سلسلہ جاری ہے۔حجاج کرام کو طواف میں اژدھام کی وجہ سے جو تکلیف اٹھانا پڑتی تھی خصوصاً وہیل چیئرز کی وجہ سے طواف کرنے والوں کے ٹخنوں اور ایڑیوں کو جن صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس کے لیے ایک طرف مطاف میں دو منزلہ گول چکر اس انداز سے تعمیر کیا گیا ہے کہ مطاف کو متاثر کیے بغیر وہیل چیئرز اس گول چکر کی اوپر والی منزل میں منتقل ہو گئیں، مزید یہ کہ طواف کرنے والوں کو دو منزلیں میسر آگئیں۔ادھر ترکی تعمیر کے انہدام سے مطاف میں بہت وسعت اور کشادگی پیدا ہوگئی، کتنی مسرت آمیز اور تعجب کی بات ہے کہ اتنے بڑے تعمیری منصوبے میں طواف کرنے والوں کو ایک لمحہ بھر کے لیے بھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی اور نہ ہی طواف روکنا پڑا۔حجاج کرام کو منیٰ، مزدلفہ اور میدان عرفات کے لیے ٹرانسپورٹ کی فراوانی کے باوجود ٹریفک جام یا ٹریفک کی ست روی کا مسئلہ درپیش تھا، شاہ نے منیٰ سے عرفات تک سرعت رفتار ٹرین چلا کر یہ مسئلہ کافی حد تک حل کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ حجاج کرام کو جدہ سے مکۃ المکرمہ اور مدینہ المنورہ تک ٹریفک کی ست روی کا مسئلہ درپیش تھا، شاہ عبداللہؒ نے جدہ سے بیک وقت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک تین سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی انتہائی برق رفتار ٹرین کا منصوبہ بنایا جس کے لیے دونوں طرف ریلوے پٹری تقریباً مکمل بچھائی جا چکی ہے، آئندہ حج سے قبل ان شاء اللہ یہ ٹرین رواں دواں ہوگی۔مسجد نبوی کے صحن میں برقی سائبان جنھیں ہم عرف عام چھتریاں کہتے ہیں یہ شاہ عبداللہ کا ہی کارنامہ ہے اب مسجد نبوی کے صحن میں دھوپ کی تمازت سے تقریباً دو لاکھ نمازی ان چھتریوں کے نیچے سکون سے نماز ادا کرتے ہیں۔مسجد نبوی کی وسعت کے لیے شمالی جانب ایئرپورٹ روڈ تک کی عمارتوں کو نوٹس جاری ہو چکے ہیں جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حرمین کی زیارت کی سعادت نصیب فرمائی ہے وہ جانتے ہیں کہ مسجد نبوی کے شمالی جانب تقریباً بیس بیس منزلہ انتہائی کشادہ عمارتوں کا جال بچھا اور پھیلا ہوا ہے۔

بلاشبہ یہ اربوں ڈالر نہیں بلکہ کھربوں ڈالر کا منصوبہ ہے لیکن شاہ عبداللہ کے دل و دماغ میں ہر وقت ایک ہی دُھن سمائی رہتی تھی کہ اللہ کے مہمان ان حرمین کی زیارت کے لیے آئیں تو انھیں ان مساجد کے اندر نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں بہت کشادہ دل دیا ہوا تھا، انھوں نے حجاج کی سہولت اور حرمین کی توسیع کے لیے بلاشبہ سعودی خزانے کے منہ کھول دیے، حجاج سے محبت کے اظہار کے لیے 9 ذوالحجہ کو وقوف عرفات کے دن دوپہر کا کھانا ہمیشہ معلمین کے ذریعے فرمانروائے سعودی عرب مہیا کرتے ہیں، وہ کھانا اتنا پرتکلف اور اتنا وافر مقدار میں ہوتا ہے کہ وہاں موجود زائرین سے کئی گنا زیادہ حجاج بھی ہوں تو کھانا کم نہیں پڑتا، یہ تو حرمین کی محبت اور ضیوف الرحمان کے لیے مہیا کی گئی کاوشوں کا ایک اجمالی خاکہ بلکہ ایک معمولی سی جھلک ہے، اب سعودی یونیورسٹیوں، تعلیمی اداروں غرضیکہ پورے تعلیمی نظام کے لیے شاہ کی خدمات نے اس مملکت کو امریکہ اور یورپ کی جدید ترین درسگاہوں کے برابر لاکھڑا کیا ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں شاہ نے یونیورسٹیوں کے شعبہ جات کی اپ گریڈیشن ماسٹرز کے علاوہ ڈاکٹریٹ تک کی تعلیم، ریسرچ کو عالمی تقاضوں کے ہم آہنگ کرنے میں نیز میڈیکل، انجینئرنگ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی میں سعودی یونیورسٹیاں مثالی حیثیت اختیار کر گئی ہیں۔آج کل ریت کے ذروں سے انرجی حاصل کرنے کے منصوبے پر شب و روز کام جاری ہے ان شاء اللہ شاہ عبداللہ کے بابرکت ہاتھوں سے شروع کیا گیا یہ منصوبہ بھی کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور وہ دن دور نہیں جب سعودی عرب کے پھیلے ہوئے ریگستان توانائی کے ذخائر میں تبدیل ہوں گے۔شاہ عبداللہ کے عنانِ اقتدار سنبھالنے سے قبل سعودی عرب گندم درآمد کرتا تھا، شاہ نے سعودی عرب کے صحراؤں کو لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں تبدیل کر دیا، شاہ کی زرعی پالیسی کی بدولت آج سعودی عرب نہ صرف گندم میں خودکفیل ہو چکا ہے بلکہ گندم برآمد کر رہا ہے۔

سعودی عرب میں پھلوں کی افزائش کا تجربہ بہت کامیاب ہورہا ہے چنانچہ سعودی عرب میں نہ صرف ہر قسم کی سبزیاں بلکہ کنوں، مالٹا، کیلا، انار غرضیکہ دنیا کے مختلف خطوں میں پائے جانے والے پھل کامیابی سے کاشت ہورہے ہیں۔

ادھر صنعتی میدان میں بھی سعودی عرب اب یورپ سے بے نیاز ہوتا جارہا ہے، پولٹری، ڈیری، مشروبات، بیکری اور فاسٹ فوڈ وغیرہ سعودی عرب درآمد کیا کرتا تھا آج ان تمام صنعتوں میں یہ ملک خود کفیل ہے بلکہ اب تو دیگر ممالک سے خام مال حاصل کرکے دیگر صنعتوں کا ملک میں جال بچھایا جارہا ہے، سعودی عرب کی معیشت، تعلیم، ٹیکنالوجی، زراعت، صنعتوں کی ہوٹلنگ، کھلے سمندر میں تفریحی ہوٹل، جدید طرز کا پوری دنیا سے مختلف ایک شہر آباد کرنا اور دیگر بے پناہ تعمیراتی منصوبے جو ابھی زیر تکمیل ہیں۔ شاہ نے ان کے ذریعے سعودی عرب کو نہ صرف معاشی بلکہ تعلیم اور صحت کے میدان میں بھی ترقی یافتہ دنیا کے ہم پلا بنادیا ہے۔

شاہ کا اصل کارنامہ پوری اُمت مسلمہ کی بھلائی، مصائب میں مسلمان ممالک کی امداد، اُمت مسلمہ کے مختلف ممالک کے درمیان واقع ہونے والے تنازعات میں مصالحتی کردار، پورے کرۂ ارضی پر مسلمانوں پر ہونے والے ظلم کے خلاف ڈھال بن کر کھڑے ہونا، اسلام کی نشر واشاعت اور پوری دنیا میں خالص اسلامی طرز فکر کی تحریکوں کی امداد ہے۔

پاکستان کو ہمیشہ شاہ عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنا دوسرا گھر سمجھا ہے۔ 2005ء میں آزاد کشمیر صوبہ خیبر پختونخواہ میں انتہائی شدید نوعیت کا زلزلہ آیا جو سینکڑوں مربع میل پر محیط تھا، لاکھوں لوگ لقمۂ اجل بن گئے، شہر کھنڈرات میں تبدیل ہوگئے، لاکھوں مرد وزن بے گھر ہوئے، خوراک، لباس اور ان کے سر چھپانے کا مسئلہ تھا، سعودی عرب نے پاکستان کے ان مصیبت زدہ لوگوں کے لیے خوراک، ادویات، کپڑے، خیمے اس انداز سے بھیجے کہ فضاء میں سعودی عرب کے طیاروں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ فائبر گلاس سے تیار گھروں سے شہر آباد کردیے، بچوں کے لیے سکول، ہسپتال اور کالج تعمیر کرکے دیے۔

2012ء میں جنوبی پنجاب اور سندھ میں سیلاب کے دوران سعودی سفیر اپنے عیش وآرام کو چھوڑ کر شب وروز بہ نفس نفیس اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں میں سعودی امداد تقسیم کرتے رہے، اگر آج ہم ایٹمی طاقت ہیں اور دنیا میں اپنی ایٹمی صلاحیت منوا چکے ہیں تو یہ سب سعودی حکومت کی مہربانی ہے ورنہ اتنے عظیم منصوبے کیلئے پاکستان جیسا غریب ملک کیسے متحمل ہوسکتا تھا۔

ہندوستان نے جب پاکستان پر جارحیت کرتے ہوئے جنگ مسلط کی تو اس وقت سعودی فرمانروا شاہ فیصل رحمہ اللہ تھے۔ ان کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ ہر محب وطن پاکستانی کے دل پر نقش ہے، انھوں نے حکومت پاکستان سے فرمایا تھا کہ ہم صحرائی لوگ ہیں کھجوریں کھا کر اور اونٹ کی سواری سے اپنی ضروریات پوری کرسکتے ہیں لہٰذا سعودی عرب کے تمام وسائل پاکستان کے لیے وقف ہیں۔ پوری دنیا میں ایسی مثال کہیں نہیں ملتی کہ مشکل کی ایسی گھڑی میں کسی ملک نے اپنے تمام تر وسائل کی پیشکش کسی دوسرے ملک کو کی ہو۔ مسلمانوں پر مظالم چیچنیا میں ہوں، بوسینا میں ہوں، برما میں ہوں، فلسطین میں ہوں حتیٰ کہ زمین پر کہیں بھی مسلمان مظلوم ہوں تو ہمیشہ سعودی عرب نے ان کی کھل کر امداد کی اور مسلمانوں کو جس قسم کے وسائل کی ضرورت ہو تو ہمیشہ بلاخوف لومۃ لائم سعودی عرب نے اسلامی اخوت کھل کر اظہار کیا۔

گزشتہ چند سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک میں مسلمانوں کی دل آزاری کے لیے کبھی پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں نازیبا خاکے اور کبھی دل آزار فلمیں بنائی گئیں۔ شاہ عبداللہؒ تمام سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے غیر مسلموں کی اس جسارت پر تڑپ اٹھے اور پوری اُمت مسلمہ کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کے لیے اقوام متحدہ کا دروازہ بھی کھٹکھٹاتے رہے اور متعلقہ ممالک کے سربراہوں سے احتجاج بھی کرتے رہے۔ انھوں نے عالمی سطح پر آواز بلند کی کہ کسی مذہب اور اس کے پیغمبر کے

بارے میں نازیبا کلمات ادا نہ کیے جائیں، ان کی آواز نے دنیا میں بین المذاہب گفت وشنید اور مذاکرات کے دروازے کھولے۔

سعودی عرب، جو کبھی ہمیں سالہا سال مفت تیل مہیا کرتا رہا اور کبھی ہماری معیشت کو قدموں پر کھڑے ہونے کے لیے مالی امداد دیتا رہا، ہر مشکل گھڑی میں ہمیشہ ہمارے ساتھ کھڑا رہا۔ کتنی شرم کی بات ہے کہ ہم اس کی مدد کو بھی شک کی نیت سے دیکھیں کہ اس نے پاکستان کو امداد کے طور پر اڑھائی ارب ڈالر امداد دی تو ہم نے جلسہ ہائے عام سے لے کر اسمبلی کے ایوانوں تک شور مچادیا کہ اس کے جواب میں سعودی عرب ہم سے کیا مانگے گا؟

اصل بات یہ ہے کہ سعودی خاندان آئمہ حرمین اور سعودی عوام بھی موحد لوگ ہیں توحید خالص ان کا ایمان ہے، قبر پرستی کو وہ شرک سمجھتے ہیں، خالص قرآن وسنت ہی ان کے نزدیک دین ہے اور جن دلوں میں کجی ہے انھیں سعودی عرب سے مفت کی الرجی ہے۔

سعودی شاہی خاندان کا یہ طریق رہا ہے کہ ان کے بچے جہاں سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، اندرون وبیرون ملک تعلیم حاصل کرتے ہیں وہیں ان کو گھر کے اندر بچپن سے ہی دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ سعودی خاندان کا ہر فرد عالم دین ہوتا ہے، ارکان اسلام کی پابندی، اپنے دین سے محبت، مسلمانوں کی ہمدردی، خیر خواہی، اسلام کی نشر واشاعت اور فیاضی نہ صرف ان کو ورثے میں ملتی ہے بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کا آغاز بھی ان امور خیر یہ سے ہوتا ہے، جن کی روحیں آلائش زدہ ہوتی ہیں ان کی زبانیں ان کے بارے میں بے لگام ہو جاتی ہیں۔

شاہ عبداللہؒ کی زندگی کو جس نے قریب سے دیکھا ہے ان کی عبادت، زہد، تقویٰ، سحر خیزی اور خشیت الٰہی سے جو لوگ واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ شاہ عبداللہ سعودی فرمانروا ہی نہیں بلکہ ولی کامل بھی تھے۔ انھوں نے اقتدار کو عوام کی فلاح وبہبود، حجاج کی خدمت، اسلام کی سربلندی اور اُمت مسلمہ کی خیر خواہی کے لیے استعمال کیا۔ سعودی عوام شاہ کی وفات پر یوں روئے جیسے ان کے باپ کی وفات ہوئی ہو۔ حقیقت یہی ہے کہ ان کی وفات سے نہ صرف عالم اسلام ایک عظیم قائد سے محروم ہوا ہے اور نہ صرف پاکستان ایک مشفق ومحسن سے محروم ہوا ہے بلکہ پوری اُمت مسلمہ یتیم ہوگئی ہے۔

شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے عظیم بھائی کے نقش قدم پر چلیں گے یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ رب العالمین شاہ عبداللہ کو جنت الفردوس میں مقام بلند عطا فرمائے اور ان کے جانشین شاہ سلمان کو توفیق نصیب فرمائے کہ وہ اپنے پیشرو کی طرح عالم اسلام کے قائد کی حیثیت سے پہچانے جائیں۔ آمین یارب العالمین

ضروری وضاحت

مولانا عبدالقادر حصاریؒ کے بارے میں، میں نے تحریر کیا تھا کہ انھوں نے جماعت غرباء اہلحدیث کے ساتھ چند مسائل پر اختلاف کی بناء پر جماعت غرباء سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ میری تحریر سے کچھ احباب نے یہ تاثر لیا ہے کہ گویا انھوں نے جماعت غرباء سے قطع تعلق کرلیا تھا۔ امام جماعت غرباء اہلحدیث فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمن سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ نے بڑی محبت وشفقت کے ساتھ مجھے فون پر مطلع کیا کہ مولانا محمد عبداللہ اوڈؒ نے مصالحتی کردار ادا کرتے ہوئے مولانا کے ساتھ نہ صرف مصالحت کرادی تھی بلکہ ہر قسم کی غلط فہمیاں بھی دور ہوگئی تھیں اور جماعتی تعلق ومحبت کا وہ سلسلہ بحال ہوگیا تھا جو مولانا کی زندگی کے آخر تک اسی طرح برقرار رہا

مجھے پہلی خوشی تو یہ ہوئی کہ حضرت الامام میرے لکھے ہوئے اداریے باقاعدہ پڑھتے ہیں ہر چند کہ وہ ضعیف العمری اور متعدد امراض کی بناء پر صاحب فراش ہیں اور آنکھ کا آپریشن بھی کروایا ہوا ہے لیکن اداریے باقاعدگی سے پڑھ رہے ہیں اور دوسری خوشی ان کی وضاحت سے ہوئی۔ حضرت کے لیے تمام احباب سے درخواست ہے کہ ان کی جلد صحتیابی کے لیے رب کائنات کے حضور دعا فرمائیں۔ (مدیر)

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

زانی مرد وعورت کا نکاح اور ولد زنا کا شرعی حکم

سوال: شادی سے پہلے اگر کسی نے ناجائز تعلقات کی بناء پر کسی عورت سے ہم بستری کی تو اس کی سزا اور کفارہ کیا ہے؟ کیا ان کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے؟ اگر اس سے اولاد جنم لیتی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس اولاد کی نسبت اس زانی کی طرف کی جاسکتی ہے؟ کیا وہ زانی اس بچے کی کفالت کرسکتا ہے؟ سائل: محمد طارق ولد شیخ عبدالرؤف، لاہور

الجواب بعون الوہاب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ”البتہ تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت عطا کی، ہم نے اسے خشکی اور سمندروں پر سوار کیا (سواری کرنے کی قدرت عطا فرمائی) اور اسے پاکیزہ چیزوں سے ہم نے رزق دیا اور ہم نے اسے تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی۔“

(بنی اسرائیل:70)

انسانی فضیلت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائے کیونکہ ان ہدایات کو ترک کر کے انسان اپنے مقام وفضل کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ ان ہدایات میں سے ایک انسانی نسل کی بقاء کے اصول وضوابط ہیں کیونکہ انسانی نسل کی حفاظت کے لیے اگر اصول مقرر نہ کیے جاتے تو معاشرے میں افراتفری کا عالم اور انسان محبت کی بجائے نفرت کا مجسمہ ثابت ہوتا، اس اصول کو نکاح کے نام سے پکارا جاتا ہے لہٰذا نسب انسانی کو حرام کی آمیزش سے پاک رکھنے کے لیے نکاح کے اصول کو اپنانا پڑے گا اسی لیے شریعت مطہرہ نے ہر وہ چیز انسان کے لیے حرام قرار دی ہے جس سے نسب انسانی مشکوک اور وہ اپنے اصل منصب سے گر کر ذلیل ورسوا ہوسکتا تھا اسی لیے شریعت مطہرہ نے مرد ہو یا عورت ان کو چلتے وقت نظریں نیچی رکھتے ہوئے حیاء والی چال چلنے کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے منع فرما کر مرد وعورت کو گفتگو کرتے ہوئے بھی احتیاط کے ساتھ بات چیت کرنے کا حکم فرما کر ہر اس چیز سے منع فرمایا ہے جو انہیں شریعت کی نافرمانی کی طرف لے جاسکتی تھی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ”زنا کے قریب نہ پھٹکو، وہ بڑی بے حیائی کا کام اور بہت بری راہ ہے۔“ (الاسراء:32)

نسل انسانی کی بقاء اور حصول اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ نکاح ہے جس کے لیے ولی مرشد اور دو عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے، اس طریقے کو نظر انداز کر کے حصول اولاد کے لیے کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے تو وہ زنا اور حرام کہلائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے سزا مقرر کرتے ہوئے غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑا مارنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ”زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو، سو کوڑے لگائے جائیں گے۔“ (النور:2)

رسول اللہ ﷺ نے سو کوڑے کے ساتھ ایک سال جلاوطنی کی سزا بھی بتلائی ہے جیسا کہ سیدنا زید بن خالدؓ بیان کرتے ہیں: أَنَّهُ أَمَرَ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيبِ عَامٍ ”نبی ﷺ نے غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑا اور ایک سال جلاوطن کرنے کا حکم دیا ہے۔“

(صحیح بخاری جزء2ص937رقم الحدیث:3556)

شادی شدہ کی سزا شریعت نے رجم بتلائی ہے جیسا کہ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں جب شادی شدہ زنا کرے اور اس پر دلیل بھی مل جائے تو اسے رجم کرنا حق ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ ''اسے رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد اس کو رجم کیا۔'' (صحیح بخاری رقم الحدیث:6830)

زنا کے ساتھ پیدا ہونے والا بچہ زانی کی طرف منسوب نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ زانی کا وارث بنے گا اور نہ زانی اس کا وارث بنے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَمْ يَمْلِكْهَا أَوْ مِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا فَإِنَّهُ لَا يَلْحَقُ بِهِ وَلَا يَرِثُ وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعَى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ فَهُوَ وَلَدُ زِنْيَةٍ مِنْ حُرَّةٍ كَانَ أَوْ أَمَةٍ ''اگر کوئی لونڈی یا آزاد عورت سے زنا کرے تو بچہ زانی کی طرف منسوب نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ اس کا وارث ہوگا اگر چہ زانی دعویٰ (بھی) کرے کہ یہ میرا (بچہ) ہے کیونکہ وہ زنا کی اولاد ہے خواہ آزاد عورت سے ہو یا لونڈی سے''

(ابوداود رقم الحدیث:2265) اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زنا جیسے قبیح فعل کے ذریعے پیدا ہونے والا بچہ ناجائز اور حرام ہے ایسے بچے کا کوئی وارث نہیں، ہاں بطور ہمدردی ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اس کی پرورش کرے یا وہ عورت جس نے اسے جنم دیا ہے۔

اگر زانی مرد اور زانیہ عورت خالص سچی توبہ کرنے کے بعد جس کی صورت یہ ہوگی کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے تقریباً تین چار ماہ جدا جدا ہو جائیں اور آپس میں کسی قسم کا رابطہ نہ رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے سچی معافی مانگیں تو پھر با اجازت ولی نکاح کے ساتھ آباد ہو سکتے ہیں کیونکہ سچی توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کر دیتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔''

(السنن الکبری للبیہقی باب شہادۃ القاذف، رقم الحدیث: 20561)

صورت مسئولہ میں نسب انسانی کی حفاظت صرف شرعی نکاح کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ کوئی بھی طریقہ نسب انسانی کو محفوظ نہیں رکھ سکتا اور اس جائز طریقے کو چھوڑ کر بے راہ روی کے تمام طریقے زنا کہلائیں گے جو شریعت مطہرہ کی نظر میں قابل مواخذہ ہوں گے۔ اگر غیر شادی شدہ زنا کرے تو اس کی سزا سو کوڑا اور ایک سال جلاوطن کرنا رکھی گئی ہے، یہ قاضی کو اختیار ہے کہ وہ بیک وقت دونوں سزائیں سو کوڑے کے ساتھ جلاوطنی کی سزا کسی کو دے یا نہ دے، لیکن غیر شادی شدہ زانی کی سزا ہر صورت سو کوڑا ہوگی، اگر شادی شدہ اس قبیح فعل کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا رسول اللہ ﷺ نے رجم بتلائی ہے لیکن شرعی سزا اور حدود کا نفاذ عام آدمی کا کام نہیں بلکہ یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کیونکہ ہر آدمی کو نفاذ حدود کا اختیار دینے سے معاشرے میں افراتفری پیدا ہو سکتی ہے اسی طرح زنا سے پیدا ہونے والا بچہ زانی کی طرف منسوب نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے وارث بن سکتے ہیں۔ زنا کے بعد زانی مرد اور عورت سچی توبہ (جس کی صورت اوپر مذکور ہو چکی ہے) کرنے کے بعد با اجازت ولی شرعی نکاح کے ذریعے آپس میں آباد ہو سکتے ہیں شریعت کی طرف سے ان پر کوئی طعن و تاوان نہیں۔ فقط

ضروری اعلان

شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکاتؒ کے تلامذہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مولانا صاحبؒ کی مفصل اور جامع سوانح حیات مرتب کی جارہی ہے، مہربانی فرما کر ان کی حیات وخدمات کے حوالے سے مضامین ارسال فرمائیں۔ شکریہ

(منجانب: قاری ابوبکر العاصم المدرسۃ العالیہ تجوید القرآن جامع مسجد لسوڑے والی بنگلہ ایوب شاہ اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

(0092-0321-4862936)

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 47)

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ (134) فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَى أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ (135) فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ (136) وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ (137) ''اور جب ان پر کوئی عذاب آتا تو کہتے کہ اے موسیٰ! تیرے پروردگار نے تجھ سے جو (دعا قبول کرنے کا) عہد کیا ہوا ہے تو ہمارے لیے دعا کر، اگر تو ہم سے عذاب کو دور کر دے گا تو ہم یقیناً تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ روانہ کر دیں گے۔ پھر جب ہم ان سے ایک مقررہ وقت تک عذاب ہٹا لیتے جس تک وہ بہر حال پہنچنے والے ہوتے تو یکا یک وہ عہد شکنی کر دیتے۔ بالآخر ہم نے ان سے انتقام لیا اور انھیں سمندر میں غرق کر دیا کیونکہ وہ ہماری آیات کو جھٹلاتے اور ان سے لاپروائی برتتے تھے اور ہم نے اس زمین کے مشرق و مغرب کا ان لوگوں کو وارث بنا دیا جو کمزور سمجھے جاتے تھے (اس زمین کا) جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور (اے نبی!) اس طرح) بنی اسرائیل کے حق میں آپ کے رب کا اچھا وعدہ پورا ہوا، اس لیے کہ انھوں نے صبر کیا تھا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کا وہ سب کچھ تباہ کر دیا جو وہ بناتے تھے اور جو (محلات کی عمارتیں) وہ اٹھاتے تھے۔''

مشکل الفاظ کے معانی

وَقَعَ	واقع ہوا
الرِّجْزُ	عذاب (طاعون)
أَجَلٍ	ایک مقررہ مدت
يُسْتَضْعَفُونَ	وہ کمزور سمجھے جاتے تھے
دَمَّرْنَا	ہم نے تباہ کر دیا

التوضیح

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ

فرعونیوں کی سرکشی اور بغاوت کے سبب اللہ تعالیٰ نے انھیں طوفان و بارش، ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور خون یعنی پانچ قسم کے مختلف عذابوں سے دوچار کیا، جن کا مقصد صرف یہی تھا کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور سرکشی و بغاوت کو چھوڑ کر راہِ راست پر گامزن ہو جائیں۔ ہر مرتبہ ان بدبختوں نے قبولِ ایمان اور آزادیٔ بنی اسرائیل کا وعدہ کیا۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو ٹال دیا تو حسبِ عادت فرعونیوں نے اپنے عہد کو توڑا اور سرکشی و بغاوت پر جمے رہے۔

بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر چھٹا عذاب الرجز نازل کیا، بعض مفسرین نے اس سے طاعون کا مرض مراد لیا ہے، جب عذاب سے فرعونیوں کی ہلاکت شدت اختیار کر گئی تو انھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کرتے ہوئے عرض کی: يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ. ''اے موسیٰ! تیرے رب نے جو تجھ سے (قبولِ دعا کا) وعدہ کیا ہوا ہے تو ہمارے لیے دعا کر، اگر تو ہم سے عذاب کو دور کرا دے گا تو ہم یقیناً تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ روانہ کر دیں گے۔''

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ فرعونی اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ڈھیل سے کسی قسم کی عبرت حاصل کرنے کی بجائے پھر سے شرک وکفر اور بغاوت وسرکشی پر کمر بستہ ہو جاتے اور وہ اپنے تمام عہد و پیماں کو یکسر فراموش کرنے میں ذرا سی عار بھی محسوس نہ کرتے تھے۔

فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ.

فرعون اور آل فرعون کی غرقابی

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شام کی طرف بنی اسرائیل کے ساتھ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ فرعونیوں کو جب موسیٰ کے بنی اسرائیل سمیت نکل جانے کی خبر ہوئی تو فرعون اپنے لاؤ لشکر لے کر ان کے تعاقب میں نکلا جبکہ موسیٰ اور بنی اسرائیل بحیرۂ قلزم کے قریب جا پہنچے تھے سیدنا موسیٰ اور بنی اسرائیل جب سمندر کے کنارے پر پہنچے تو انھیں فرعون کے تعاقب کی اطلاع ملی، بنی اسرائیل سخت گھبرائے کہ اب ہماری خیر نہیں اور کہنے لگے کہ ہم تو مارے گئے، موسیٰ علیہ السلام نے انھیں تسلی دی اور اللہ کے حکم سے اپنا عصاء سمندر میں مارا، عصاء پڑتے ہی سمندر کا پانی ادھر کا ادھر اور ادھر کا ادھر تھم گیا اور درمیان میں خشک راستہ بن گیا۔

جب بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی زیر قیادت سمندر عبور کر لیا تو فرعونیوں نے بھی اس راستے پر گھوڑے ڈال دیے، جب فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت سمندر کے عین درمیان میں پہنچا تو اللہ ذوالجلال نے پانی کو مل جانے کا حکم دیا، اس طرح راستہ ختم ہوتے ہی فرعون اور اس کا لاؤ لشکر پانی میں غرق ہونے لگا، فرعون نے اپنی موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہوئے ایمان کا اقرار بھی کیا لیکن اس بدبخت کے لیے توبہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا بالآخر یہ سرکش اپنی ظالم قوم کے ساتھ اپنے عبرتناک انجام کو پہنچا جس کی وارننگ اسے کئی مرتبہ بزبانِ موسیٰ مل چکی تھی اور فرعون کی لاش کو قیامت تک کے لیے بطور عبرت اللہ نے باقی رکھا، اس قوم کی ہلاکت کا سبب شرک وکفر، تکذیب حق اور حقائق سے غفلت برتنا تھا۔

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

بنی اسرائیل فرعون اور اُس کی قوم کے ظلم کا شکار رہے، جب فرعونی اپنے کفر وشرک اور ظلم وستم کے نتیجے میں غرق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کے ظلم کے شکار بنی اسرائیل کو ان کے محلات اور جائیدادوں کا وارث بنا دیا۔ بنی اسرائیل کو فرعونی بدترین سزاؤں سے دوچار کرتے اور انھیں کسی خاطر میں نہ لاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ذلت کو عزت اور مسکینی کو تونگری میں تبدیل فرما کر ان پر اپنا احسان فرمایا اور انھیں بابرکت زمین یعنی سرزمین شام کی وراثت سے سرفراز فرمایا۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا

موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو سمجھایا تھا کہ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ''اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور صبر کرو، اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے زمین کا وارث بنا دیتا ہے، اچھا انجام تو پرہیزگاروں کے لیے ہے۔'' (الاعراف:128)

بنی اسرائیل نے بہرحال سیدنا موسیٰ کی وعظ ونصیحت پر عمل کرتے ہوئے صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے جو نیک وعدہ ان سے کیا تھا اُسے پورا فرما دیا۔

امام مجاہدؒ اور ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ اس نیک وعدے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے: وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ. وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ ''اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کر دیے گئے ہیں

ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں، انھیں (زمین) کا وارث بنائیں اور ملک میں ان کو قدرت دیں اور فرعون وہامان اور ان کے لشکر کو وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔"

(القصص:6-5 تفسیر طبری 9ص59)

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ. بنی اسرائیل کو نجات ملی اور فرعونیوں کے سجے سجائے گھر تباہ و برباد ہو کر کھنڈرات کا منظر پیش کر رہے تھے اور آسمان کو چھونے والے محلات زمین بوس ہو گئے، فرعون اور آل فرعون کا تکبر، خود پسندی اور سرداریاں ذلت ورسوائی کا شکار ہو گئیں۔

اخذشدہ مسائل

(1) شرک وکفر اور بغاوت وسرکشی کے ساتھ عہد وپیمان کو توڑنا فرعونیوں کی ہلاکت کا سبب بنا (2) فرعون اور اس کی قوم اپنی سرکشی وبغاوت کے سبب بدترین اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوئی (3) تکذیب حق اور حقائق سے غفلت تباہی کا پیش خیمہ ہے (4) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون اور آل فرعون کے ظلم وستم سے نجات دے کر ان کے محلات کا وارث بنا دیا (5) بنی اسرائیل فرعون وآل فرعون کے ظلم تلے دبے ہوئے تھے اور صبر واستقامت کے سبب اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ عزت بخشی (6) ظالم کا انجام ہر دور میں فرعون اور آل فرعون کی طرح تباہی وذلت کی صورت میں لوگوں کے لیے سبق آموز اور عبرتناک ثابت ہوا ہے۔

بقیہ درس حدیث

عام طور پر اسی مال کی وجہ سے انسان معاشرے کو جرائم سے مکدر کرتے ہوئے انسانی اقدار کو پامال کرتا چلا جاتا اور وہ اپنی ذات کے سوا ہر چیز کو حقیر جانتے ہوئے اپنی خواہشات کی تکمیل کے درپے رہتا ہے، جس معاشرے میں یہ چیزیں پائی جائیں گی وہ معاشرہ جرائم کی آماجگاہ بنتا چلا جائے گا اس لیے معاشرے کو امن کا گہوارہ بنانے کے لیے انسانی اقدار کو مدنظر رکھنا اور ان کا کماحقہ احترام کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اعمال کو ایک برتن کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا: اگر برتن کا نچلا حصہ اچھا ہو تو اس کے اوپر والا حصہ بھی اچھا ہوتا ہے اور نچلا حصہ خراب ہونے کی بناء پر سارا برتن خراب اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔

□□□

ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث پاکستان مولانا محمد رفیق طاہر کی تبلیغی سرگرمیاں

23 جنوری 2015ء کا خطبہ جمعۃ المبارک مولانا حافظ عبدالغفار بلوچ امیر جماعت اہلحدیث تحصیل شیخوپورہ کی دعوت پر جامع مسجد رضوان اہلحدیث شیخوپورہ میں شان رسول اور انجام گستاخان رسول کے عنوان پر ارشاد فرمایا جو کہ دلائل وبراہین کا مرقع اور ایمان افروز تھا۔ انھوں نے حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ فرانس سے فوری طور پر سفارتی تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کیا جائے یہاں تک کہ وہ معافی مانگنے پر مجبور ہو جائے۔ بعد ازاں جامع مسجد مدنی اہلحدیث پڈیانوالہ میں سالانہ سیرت امام الانبیاء ﷺ کانفرنس میں شرکت کی اور جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ حالات چاہے کیسے بھی ہوں اسلام کی سربلندی اور تحفظ ناموس رسالت کی تحریک میں جماعت اہلحدیث پاکستان نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ انھوں نے کہا کہ اقوام متحدہ انبیاء اور آسمانی کتابوں کے احترام کا قانون بنائے کیونکہ شعائر اسلام کی توہین سے ممالک کے درمیان نہ ختم ہونے والی جنگ چھڑ سکتی ہے، بعد ازاں پریس کلب شیخوپورہ میں جماعۃ الدعوۃ کے زیر اہتمام حرمت رسول احتجاجی جلسہ میں بھرپور شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گستاخانہ خاکے شائع کرنا نائن الیون کی طرح اسلام کے خلاف بہت بڑی سازش ہے، اگر حکومت نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ نہ کیا اور فرانس سے تعلقات ختم نہ کیے تو یہ آئین سے غداری ہوگی۔ انھوں نے حکومت اور تمام مکاتب فکر کو متحد ہونے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ تمام علمائے کرام متحد ہو کر کفار کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہوں۔ ان تمام پروگرامز میں صاحبزادہ ابوبکر صدیق بھی اپنے والد محترم کے ہمراہ تھے۔

(منجانب: شعبہ نشرواشاعت جماعت اہلحدیث ضلع شیخوپورہ)

وحی الٰہی کا واضح انکار

عطاء محمد جنجوعہ — قسط نمبر 8

سید سلیمان ندویؒ ''سیرت محمدی کی عملیت'' پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عرب کے گوشہ گوشہ سے جزیہ خراج، عشر اور زکوٰۃ وصدقات کے خزانے لدے چلے آتے تھے مگر امیر عرب ﷺ کے گھر میں وہی فقر و فاقہ تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ حضور اس دنیا سے تشریف لے گئے مگر دو وقت بھی سیر ہو کر آپ ﷺ کو کھانا نصیب نہیں ہوا۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو گھر میں اس دن کے کھانے کے لیے تھوڑے سے جو کے سوا کچھ موجود نہ تھا اور چند سیر جو کے بدلے میں آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں رہن تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا حق نہیں رہنے کو ایک جھونپڑا، تن ڈھانپنے کو ایک کپڑا اور پیٹ بھرنے کو روکھی سوکھی روٹی اور پانی۔ (ترمذی) یہ محض الفاظ کی جوش نما بندش نہ تھی بلکہ یہی آپ ﷺ کی طرز زندگی کا عملی نقشہ تھا۔

رہنے کا مکان ایک حجرہ تھا جس میں کچھ دیوار اور کچھ کھجور کے پتوں اور اونٹ کے بالوں کی چھت تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ کا کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا جاتا تھا یعنی جو بدن مبارک پر کپڑا ہوتا تھا اس کے سوا اور کپڑا ہی نہیں ہوتا تھا جو تہہ کیا جاتا۔

ایک دفعہ ایک سائل خدمت اقدس میں آیا اور کہنے لگا کہ میں سخت بھوکا ہوں، آپ ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کو پیغام بھیجا کہ کچھ کھانے کو ہو تو بھیج دیں ہر جگہ سے یہی جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھائے کہ ان پر ایک پتھر بندھا ہے۔ آپ ﷺ نے شکم مبارک کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر بندھے ہوئے تھے یعنی دو دن سے فاقہ تھا، اکثر بھوک کی وجہ سے آواز میں کمزوری اور نقاہت آجاتی تھی۔ آپ ﷺ کو اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ اور سیدنا حسن وحسینؓ سے بڑی محبت تھی مگر یہ محبت امیر عرب نے بیش قیمت کپڑوں اور سونے چاندی کے زیورات کے ذریعے سے ظاہر نہیں فرمائی۔

ایک دفعہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کا دیا ہوا ایک سونے کا ہار سیدہ فاطمہؓ کے گلے میں دیکھا تو فرمایا: اے فاطمہ! تو کیا لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ محمد ﷺ کی بیٹی گلے میں آگ کا طوق ڈالے ہے، چنانچہ سیدہ فاطمہؓ نے اسی وقت وہ طوق اتار کر بیچ ڈالا اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔'' (خطبات مدراس 136 تا 138)

آپ کے تزکیہ کا فیضان نظر تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے وقت ان کے گھر میں کوئی درہم و دینار نہ تھا۔

روحانی ڈائجسٹ نے نبی کریم ﷺ کے جن محلات وباغات، مال ودولت کی بہتات اور شاہانہ لباس کا تذکرہ کیا ہے وہ سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے ان کا حقیقت سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں۔ دراصل صیہونی چیلوں نے مادہ پرستی کو اسوۂ رسول ﷺ میں ڈھال کر پیش کیا ہے تاکہ مسلمان عالی شان محل، پلازے اور وسیع وعریض کوٹھیاں تعمیر کرنے کی دوڑ میں مگن ہو جائیں۔ زر وجواہر اکٹھی کرنے کو عیب تصور نہ کریں، شاہانہ لباس پہننے اور شکاری کتوں کے شوق میں لگ جائیں اور وہ روز جزاوسزا کو فراموش کر دیں

مغربی تمدن کا ترجمان پیش کرنے والے شاتم رسول کا کردار کافرانہ فعل ہے جب کہ اسوۂ رسول ﷺ کو سرمایہ کاری کے فلسفہ میں پیش

کرنا منافقانہ فعل اور سنگین جرم ہے۔

کسی مذہبی معاشرے میں باہمی تعلقات کی بنیاد صلہ رحمی اور اخوت ومحبت ہوتی ہے جبکہ جمہوریت میں تعلقات کی اساس خودغرضی اور مقصد برآری ہوتی ہے کیونکہ جمہوریت کی بنیاد مذہبی اخلاقیات پر نہیں بلکہ انسانی عقل ووجدان کے عمومی اصولوں پر ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جمہوری نظام دنیا کے جس ملک میں بھی رائج ہوا وہاں سیاسی امور میں دین کو بے دخل کردیا گیا اور وہاں کے عوام رفتہ رفتہ خواہشات کے پجاری بنتے چلے گئے۔ صیہونی تھنک ٹینک نے عوامی آزادی کی تائید وحمایت اور نشر واشاعت کے لیے اتنا جال پھیلایا کہ اب جمہوری نظام اہل مغرب کے ایمان کا جزو بن گیا۔

محترم سید خالد جامعی مغربی فکر کا تجزیہ کرتے ہیں: ''جمہوریت پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟ Derban کا یہ کہنا کہ دستوری لبرل جمہوریت کے موضوع پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر یقین رکھنا اور ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ دستوری جمہوریت مسلّمہ، غیر متنازعہ، عالمگیر اور تسلیم شدہ روایت ہے اس کے سوا کوئی سیاست و حکومت کا دوسرا طریقہ ممکن ہی نہیں ہے اور یہی حقیقی اور فطری راستہ ہے، جو اس حقیقی، فطری، اصلی، یقینی اور سچے راستے پر چلنے کے لیے تیار نہیں وہ واجب القتل ہے لہٰذا یہ قتال جائز اور قانونی ہے End of History یہی ہے۔ ہر فرد اور قوم کو امریکی دستور سے اخذ شدہ عالمی منشور حقوق انسانی میں طے شدہ اقدار اور روایات پر ایمان لانا ضروری ہے، جو ان اصولوں اور نظریات کے متبادل یا متوازی کوئی دوسرا نظریہ اقدار وتہذیب پیش کرے گا وہ قابل معافی نہیں ہے۔

امریکی مفکر رچرڈ رارٹی نے اپنی کتاب "Achievning Country" میں اس موضوع کو نہایت شدت اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اب کسی کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دستوری جمہوریت یا جمہوری ریاست کو رد کردے یا جمہوری اکثریت کی بناء پر کثرت رائے سے جمہوریت کا انکار کردے۔ یہ انکار قیامت تک ممنوع ہے کیونکہ یہ مسلمہ عالمی قدر ہے اس سے انکار کی اجازت نہیں۔'' (جریدہ 29 جامعہ کراچی، ص: 132)

اقوام متحدہ کا حقوق انسانی کا دستور آسمانی صحیفہ نہیں ہے وہ امریکی دستور کا چربہ ہے، اس کی مصنفہ اس وقت کے امریکی صدر کی بیوی ایلینا روز ایلیٹ تھی۔ نائن الیون کے دھماکہ میں افغان قوم کا کوئی فرد ملوث نہیں پایا گیا تو پھر طالبان کا کون سا قصور ایسا تھا جس کی پاداش میں امریکا نے بمباری کرکے افغانستان کو کھنڈر کردیا؟ ہاں! اُن کا قصور اتنا سنگین تھا جن کو سزا دینے کے لیے یہ ڈرامہ رچایا گیا کیونکہ انھوں نے عالمی منشور کو رد کرکے وحی الٰہی کی روشنی میں شرعی قانون نافذ کیا۔

سپین میں عیسائی تنظیم نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ دستور کے ساتھ بائبل کو بھی ڈیسک میں جگہ دی جائے تو حکومتی عہدیدار Luis Lopez نے یہ کہہ کر ٹال دیا: The government has a responsibility to represent the magority of the people. Our policy has to depend on the people's Will not on the references of the Catholic church ''حکومت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ عوام کی اکثریت کی نمائندگی کرے، ہماری پالیسی کی بنیاد لوگوں کی مرضی پر ہونی چاہیے نہ کہ کیتھولک کلیساء کی ترجیحات پر۔''

(الشریعہ اگست 2005ء ص: 18)

چنانچہ مسلم مفکرین اس امر پر غور کریں کہ جب اہل مغرب اپنے ممالک کے سیاسی امور میں بائبل کو برداشت نہیں کرسکتے وہ مسلم ممالک میں قرآن حکیم اور سنت رسول اللہ ﷺ کو سپریم لاء کیسے گوارا کرسکتے ہیں؟ یہی وجہ ہے جب پاکستان میں قرآن وسنت کو سپریم لاء تسلیم کرانے کا آئینی عمل منزل کے قریب پہنچتا ہے تو خفیہ قوتیں مہنگائی اور بدامنی کا جواز پیدا کرکے حکومت کا تختہ الٹ دیتی ہیں۔

اگر کوئی مسلم ملک دفاعی ٹیکنالوجی پر ریسرچ کرے یا بلیک مارکیٹ سے حاصل کرے تو اہل مغرب اُس کا دانہ پانی بند کردیتے ہیں۔ وہ اہل مغرب جو انسانی جان بچانے کے لیے میڈیکل تھیوری مفت فراہم

نہیں کرتے بلکہ مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں یا رائلٹی لیتے ہیں وہی طبقہ مسلم دنیا کو سیاسی ٹیکنالوجی مفت فراہم کیوں کرتا ہے؟ انتخابی الیکشن کے لیے سرمایہ مہیا کرتے ہیں، غیر جانبدار اور پرامن الیکشن کے لیے اقوام متحدہ کی فوج بھی بھیجتے ہیں اور فرصت ملے تو اس پہلو پر بھی غور کرنا کہ اہل مغرب مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں کہ تم کو سیاسی ٹیکنالوجی خواہ مخواہ مفت فراہم کریں بالفرض انکار کرو تو تم کو بالجبر جمہوری انجیکشن لگاتے ہیں دراصل جمہوری نظام میں صہیونی تحریک کا مفاد مضمر ہے۔

تاریخی حقائق اس امر کے شاہد ہیں کہ معتزلہ سے لے کر پرویزیت تک انکار حدیث کے جتنے فتنوں نے بھی جنم لیا اُن کا محور قرآن کی من مانی تعبیر تھا لیکن اُن میں سے کسی کو قرآن حکیم سے انحراف کرنے کی واضح جرأت نہ ہوئی۔ جنھوں نے معدودے چند افراد کو متاثر ضرور کیا لیکن علمائے حق کی بروقت دعوت وعزیمت سے ان کے نظریات عوام میں مقبول نہ ہو سکے۔

اہل مغرب میں تحریک تنویر اور رومانویت کے نظریات نے زور پکڑا کہ وحی الٰہی کے بغیر بھی بنی نوع انسان کا ارادہ عمومی انسانی فلاح کا ارادہ کرتا ہے تو ان نظریات نے جمہوری نظام کو بنیاد فراہم کی۔ مغرب میں مقبول ہونے کے بعد یہی نظام مسلم کالونیوں میں متعارف ہوا جس میں قانون سازی کا عمل زیرو پوائنٹ سے شروع ہوتا ہے۔ عوام یا اُن کے منتخب نمائندے قانون سازی میں خود مختار ہو گئے اور وحی الٰہی یعنی احکام قرآن وسنت کو پس پشت ڈال دیا گیا کسی نے وحی الٰہی کو بے دخل کرنے کی گھناؤنی سازش کا ادراک نہیں کیا بلکہ عوام اور اکثر علماء اس نظام کے موید ومعاون اور ترجمان بن گئے۔

اپنے موقف کی تائید میں محترم ڈاکٹر محمد امین کا تجزیہ پیش خدمت ہے: ''دین کے چار بڑے شعبے ہیں: عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات اور معاملات کی بھی بہت سی شاخیں ہیں جیسے مال اور تجارتی امور، نکاح، طلاق اور وراثت، قانون فوجداری اور مدنی، عدالتی نظام، تعلیم وتدریس اور سیاسی امور وغیرہ تو سیاسی امور کی اصلاح نہ تو پورا دین ہے اور نہ دین کا بنیادی کام ہے بلکہ دین کے چوتھے جزو کا ایک ذیلی جزو ہے۔ بلاشبہ یہ بھی ایک دینی کام ہے اور اہم کام ہے لیکن ہم اسے دسویں نمبر سے اٹھا کر پہلے نمبر پر نہیں لا سکتے کیونکہ اس سے دین کا سارا نظام ترجیحات تلپٹ ہو کر رہ جائے گا، ہمارے اسلاف نے دین اور اس کی ترجیحات کو یوں سمجھا تھا کہ اصل چیز آخرت کی کامیابی، اللہ کی خوشنودی اور رضا طلبی ہے۔''

(الشریعہ اگست 2005ء ص:28)

ہمارے اسلاف انبیائے کرامؑ کے مشن پر نہ صرف عام لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرتے رہے بلکہ شاہی دربار میں حکمت عملی سے دعوت و اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا تا کہ وہ آخرت کی کھیتی میں اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزاریں۔ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے کہ مغلیہ خاندان کے اکبر شاہ ثانی نے درباری علماء کے نزدیک ایک الزام پر جامع مسجد دہلی کے امام شاہ اسمٰعیل کو بلا بھیجا جب وہ دربار میں گئے تو انھوں نے فرشی سلام نہیں کیا بلکہ السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے، رسمی گفتگو کے بعد شاہ صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت وتبلیغ کے ایسے پُر درد اور پُر تاثیر واقعات کا بیان فرمایا کہ بادشاہ کے کئی رومال آنسوؤں سے تر ہو گئے تب شاہ صاحب نے بخاری شریف منگوائی، بادشاہ اپنی جگہ بیٹھا رہا تو مولانا نے فوراً صحیح بخاری کو ہاتھ میں لیا اور کہا کہ صحیح بخاری کی تمام احادیث رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح نسبت رکھتی ہیں آپ اور درباروالے اس کے احترام میں کھڑے کیوں نہیں ہوئے؟ بادشاہ کا اعتراض رفع ہو گیا تب شاہ صاحب نے کہا کہ جس نبی کریم ﷺ کی محبت میں آپ رو رہے تھے اُن کا فرمان ہے کہ مردوں کے لیے سونا پہننا حرام ہے یہ سن کر اکبر نے دونوں کنگن نکال دیے اور مولانا سے کہا کہ آپ خیرات کر دیں لیکن مولانا نے جواب دیا کہ آپ خود اس کو فقراء میں تقسیم کر دیں۔

جمہوری نظام میں سیاسی لیڈر اپنی پارٹی کے مؤقف کی تائید اور مخالف کی تنقید کرتے ہیں، جب سے ہمارے علماء اس نظام میں شریک ہوئے ہیں انھوں نے اصلاح کے فریضہ کو پس پشت ڈال دیا اور سیاسی لیڈروں کا روپ اختیار کر لیا۔

جمہوری نظام کا فروغ سرمایہ کا مرہونِ منت ہے، سیکورٹی فیس، الیکشن فیس، پولنگ کے دن ووٹروں کے لیے ٹرانسپورٹ اور خورد ونوش کا انتظام سرمایہ کے بغیر ناممکن ہے۔ امیدواروں کو علاقے میں رفاہی کاموں کے لیے گرانٹ ملتی ہے تو شیطان انھیں بہکاتا ہے کہ الیکشن مہم میں خرچ کے مساوی رقم ہڑپ کرنا اس کا حق ہے لہٰذا رفتہ رفتہ وہ کرپشن کا عادی بن جاتا ہے اور معیارِ زندگی کو بلند کرنا اس کی زندگی کا نصب العین بن جاتا ہے۔

مادہ پرستی کا یہ رجحان معاشرے کے دوسرے افراد کو بھی متاثر کرتا ہے، عموماً ڈاکٹر غریبوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر منہ مانگی فیس وصول کر رہے ہیں، مریض کو ایمرجنسی کی حالت میں ہسپتال ٹھہرنا پڑے تو ایک رات قیام کے اخراجات ادویات کے بغیر فائیو سٹار ہوٹل کے بل سے بڑھ جاتے ہیں، ٹیچر ٹیوشن کے دوران نصاب پڑھاتے ہیں سکول میں ٹیسٹ لیتے ہیں، ملازمین طبقہ سود پر پیشگی تنخواہیں وصول کر رہے ہیں اور نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے میں غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حسد وحرص کی وجہ سے معاشرے میں رشوت، غبن، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی عام ہوگئی ہے۔ عفو ودرگزر، زہد وتقویٰ، قناعت اور تحمل مزاجی ناپید ہوگئی ہے۔ سی ڈی کیبل نے نئی نسل کا اخلاق تباہ کر دیا ہے وہ عظمت رسول ﷺ اور حرمت قرآن کے لیے جان تو دے سکتے ہیں لیکن وحی الٰہی پر عمل کرنے سے معذوری ظاہر کرتے ہیں۔

جمہوری نظام کی ہیئت ترکیبی کی وجہ سے معاشرے کا رستا ہوا ناسور بن گیا ہے، جب کہ روحانی تزکیہ کرنے والے سیاسی انقلاب کے داعی بن گئے ہیں، الیکشن مہم کے دوران ووٹر ذاتی واجتماعی نوعیت کے مطالبے کرتے ہیں اور امیدوار انتخابی جلسوں میں اُن سے وعدہ کرتے ہیں۔ امیدوار کامیاب ہونے پر نہ تو اپنے حلقے کے تمام تعلیم یافتہ لوگوں کو ملازمت دلوا سکتا ہے اور نہ ہی وہ تمام تعمیری رفاہی کام کرا سکتا ہے۔

بلدیاتی الیکشن میں مقامی امیدوار ہر در پر جا کر ووٹ مانگتے ہیں ایک حلقہ میں کئی امیدوار مقابلے پر ہوتے ہیں اور محلے داری کی بناء پر ووٹروں کا سب سے کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے، دیہی آبادی میں جاگیرداروں کی تادیبی کارروائی کا خوف ہوتا ہے، وہ سب امیدواروں کو "ہاں" کہہ کر مطمئن کرتا ہے۔ الیکشن مہم کے دوران ووٹروں کو جھوٹ، وعدہ خلافی اور مکر وفریب کی روش اختیار کرنے کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ اخلاقی برائیاں جمہوری معاشرے میں سرایت کر جاتی ہیں۔ سیاست میں سب کچھ جائز ہے کہہ کر اپنے ضمیر کو تھپکی دیتے ہیں چونکہ جمہوری نظام میں نیک وبد کے ووٹ کی قدر وقیمت برابر ہوتی ہے، اس مجبوری نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا جذبہ مدہم کر دیا ہے۔

آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ کلمہ پڑھتے ہیں لیکن نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل ہیں، وہ مسلمان جن کے عقائد وعبادات دونوں درست ہیں لیکن وہ حسن اخلاق اور معاملات کو ذرا بھر اہمیت نہیں دیتے جھوٹ بولتے ہیں، بے ایمانی کرتے ہیں، ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، ملاوٹ کرتے ہیں، جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی تجارت کو چمکاتے ہیں اور دوسروں کے حق کو غصب کرنا گناہ نہیں سمجھتے کیونکہ وہ معاملات کو دین کی فہرست سے خارج سمجھتے ہیں۔

بعض مذہبی سکالر اس نقطہ نظر کے حامی بن گئے کہ اقتدار کے بغیر معاشرہ وحکومت کی اصلاح ناممکن ہے چنانچہ وہ انتخابی دوڑ میں شریک ہو گئے۔ اسلاف کی تاریخ اس کے برعکس ہے، خلافت بنوامیہ سے لے کر خلافت عثمانیہ تک اور برصغیر میں شہاب الدین غوری سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک یکے بعد دیگرے خلفاء وسلاطین برسر اقتدار آئے جن میں خدا ترس بھی تھے اور خدا فراموش بھی۔

تاریخ شاہد ہے کہ علماء نے سیاسی جماعت بنا کر حکومت پر قبضہ کرنے کی جدوجہد نہیں کی۔ البتہ کسی حاکم نے شریعت کے منافی قدم اٹھایا تو انھوں نے اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، ننگے جسم پر کوڑے کھالیے مگر حق کہنے سے باز نہیں آئے، اس دور میں سعودی عرب کے علماء اپنے اسلاف کی روش پر قائم ہیں اور وہ معاشرے کا بگاڑ سنوارنے اور حکومت کی اصلاح کے لیے ہمہ وقت سرگرم عمل رہتے ہیں۔ (جاری ہے)

حافظ محمد جاوید روپڑیؒ

عبدالرشید عراقی

یہ حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے دوسرے بیٹے تھے جو 23 دسمبر بروز سوموار 2013ء کو تقریباً 80 سال کی عمر میں اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ ان کی دینی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے ہوا، دینیات کی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ سے حاصل کی۔ عصری تعلیم میٹرک کے امتحان میں لاہور بورڈ سے تیسری پوزیشن حاصل کی، پھر ایف سی کالج لاہور میں داخلہ لیا اور بی ایس سی کا امتحان بھی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

اس کے بعد لاء کالج میں داخل ہوئے اور ایل ایل بی کا امتحان بھی امتیازی نمبروں میں پاس کیا لیکن حضرت العلام محدث روپڑیؒ نے پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ ''جس فریق کو آپ سپورٹ کریں گے اس کو کامیاب کرانے کے لیے جھوٹ اور سچ دونوں کا استعمال ضروری ہے لہٰذا شرعی لحاظ سے یہ درست نہیں ہے۔''

چنانچہ آپ نے پریکٹس کا ارادہ ترک کر دیا اور ''البلاغ پریس'' سے منسلک ہو گئے۔ یہ پریس آپ کے برادر اکبر حافظ مسعود احمد روپڑی نے لگایا تھا اور اسی پریس میں تنظیم اہلحدیث بھی چھپتا تھا جو حضرت محدث روپڑیؒ نے جاری کیا تھا، اس پریس سے حضرت محدث روپڑیؒ کی کئی کتابیں بھی شائع ہوئیں۔ حضرت العلام محدث روپڑیؒ نے حافظ محمد جاوید روپڑی کی یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ عصر کی نماز جامع القدس اہلحدیث چوک دالگراں میں پڑھایا کریں چنانچہ آپ باقاعدگی سے کئی سال تک عصر کی نماز کی امامت کرواتے رہے۔

آپ جامعہ اہلحدیث لاہور کے خزانچی بھی تھے، مدرسہ کا سارا حساب آمد و خرچ انھی کے سپرد تھا۔ اگر ایک روپیہ بھی کوئی شخص دے جاتا تو اس کی باقاعدہ رسید دیتے تھے، یوں سمجھئے کہ جامعہ اہلحدیث کا پورا انتظام ان کے ذمہ تھا۔ کاروبار بھی کرتے تھے، مدرسہ کا انتظام بھی کرتے تھے اور اشاعت و تبلیغ کا فریضہ بھی سرانجام دیتے تھے۔

حافظ محمد جاوید روپڑیؒ بڑے کریم النفس، عمدہ اخلاق کے حامل اور بڑے ذی علم و ذہین تھے، ان سے جامع القدس اہلحدیث میں کئی دفعہ ملاقات ہوئی مگر جب بھی ملاقات ہوئی بڑی محبت و خندہ پیشانی سے ملے، حال احوال دریافت کرتے اور دعائیں دیتے تھے۔ ان کی اقتداء میں کئی نمازیں ادا کرنے کا موقع بھی ملا، بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھاتے تھے۔ جامعہ اہلحدیث کی سالانہ تقریب صحیح بخاری اور جماعت اہلحدیث کی سالانہ کانفرنس میں باقاعدگی سے شرکت کرتے اور بہت مختصر خطاب بھی کرتے تھے۔

میں نے حافظ محمد جاوید روپڑیؒ جیسا کریم النفس عالم دین نہیں دیکھا، وہ بہت زیادہ نیک باطن، دوراندیش، کم سخن، ہنس مکھ، سادہ مزاج، خوش اخلاق، شیریں گفتار، متقی و پرہیزگار، ملنسار، زہد و ورع کا پیکر، وسیع اخلاق اور نیک و متین و دین دار بزرگ تھے۔ حافظ محمد جاوید روپڑیؒ اپنی وضع کے پابند، شرافت کا مجسمہ اور علم و حلم کا پیکر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، مبلغ اسلام ہونے کے باوجود بہت شریف النفس اور سادہ و پاک ذہن کے مالک تھے، مزاج میں رعونت اور شیخی نہیں تھی ان میں اخلاص، للٰہیت، ذہانت و فطانت امانت و دیانت، ذکاوت و اُلفت، محبت و اخوت، ادب و عقیدت، عدالت و ثقاہت، مروت و شرافت، احترام و عظمت کے خاص جوہر نمایاں تھے۔ بڑے نکتہ سنج، بذلہ سنج اور مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ ان کی وفات سے جماعت اہلحدیث پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اس کا پُر ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین

تعارفی سلسلہ نمبر 90 آج کی نشست کے مہمان گفتگو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی

مولانا محمد حنیف سلفی قصوری حفظہ اللہ

(خطیب مسجد قدس پتوکی قصور)

سوال: سلفی صاحب کچھ خاندانی پس منظر سے آگاہ فرمائیں؟

جواب: میرا نام محمد حنیف سلفی بن چوہدری حاجی عبدالرحمن اللہ بخش ہے۔ ہمارا تعلق آرائیں فیملی سے ہے، میرے والد گرامی علمائے کرام کے نہایت قدردان اور مذہبی لگاؤ رکھنے والی شخصیت کے مالک تھے اگرچہ باقاعدہ طور پر دینی تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن مطالعہ کے شوق سے بہت سی دینی کتب سے آشنا تھے جن میں تفسیر ابن کثیر، سیرۃ النبی ﷺ وغیرہ۔ نماز کی ادائیگی تکبیر اولیٰ کے ساتھ اور شب بیداری جیسے امور پر زندگی بھر عمل پیرا رہے۔ کبھی کبھار خطیب وامام صاحب کی عدم موجودگی میں خطبہ جمعۃ المبارک پڑھا دیتے تھے، جامع مسجد قدس اہلحدیث چک نمبر 9 داؤ کے پتوکی کے بانی احباب میں سے تھے۔

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: میری پیدائش 1944ء کو چک نمبر 9 داؤ کے پتوکی ضلع قصور میں ہوئی، مقامی مسجد اہلحدیث میں ناظرہ اور سکول میں مڈل تک تعلیم حاصل کی ہے۔

سوال: دینی تعلیم کی طرف رجحان کا سبب کیا تھا؟

جواب: والد صاحب کی دینی دلچسپی کی وجہ سے گھر کا ماحول بھی کافی عمدہ تھا، کچھ مجھے بھی گھر میں آنے جانے والے علماء کی تقاریر و بیانات کی بدولت شوق تھا۔ مڈل کا رزلٹ آنے کے بعد والد محترم مجھے ساتھ لے کر 1962ء میں جامعہ محمدیہ اوکاڑہ مولانا معین الدین لکھویؒ کے پاس داخلے کے لیے پہنچے تو مولانا صاحبؒ فرمانے لگے کہ چوہدری حضرات کا بیٹا یہاں رہ کر دال کھا کر گزارہ کرلے گا؟ خیر داخلہ تو مجھے مل گیا مگر واقعی ایک ہفتہ بعد میری صحت پر مدرسہ کے ماحول نے اثرات دکھائے تو میری جسمانی کیفیت بالخصوص معدے کی خرابی نے مجھے گھر آنے پر مجبور کردیا۔

سوال: سلفی صاحب کن کن مدارس سے تعلیم حاصل کی اور کب فارغ التحصیل ہوئے تھے؟

جواب: جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں دوسال، جامعہ ابی ہریرہؓ رینالہ خورد، جامعہ اسلامیہ دھلیانہ، مسجد اہلحدیث دھرم پورہ لاہور، جامعہ ریاض القرآن مجاہد آباد لاہور اور جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ سے حاصل کی اور 1973ء میں فارغ التحصیل ہوا۔

سوال: کن اساتذہ کرام سے فیض حاصل کیا اور بخاری شریف کن سے پڑھی ہے؟

جواب: مولانا عبدالحفیظ لکھویؒ، مولانا اسحاق قادر آبادیؒ، مولانا عبدالعزیزؒ جھوک دادو والے، مولانا حافظ محمد شفیق لکھویؒ، مولانا حبیب الرحمن لکھویؒ، مولانا محمد اسحاق کرولوی، مولانا عیسی، مولانا عبداللہ کلیسویؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیمؒ، مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی، مولانا محمد اعظمؒ گوجرانوالہ، حافظ محمد الیاس اثری وغیرہ اساتذہ کرام تھے اور شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکاتؒ سے بخاری شریف پڑھی تھی۔

سوال: خطابت وامامت کا فریضہ کن مقامات پر سرانجام دیا ہے؟

جواب: دوران تعلیم ہی خطبہ جمعہ کا آغاز کردیا تھا۔ فراغت کے کچھ عرصہ بعد مسجد اہلحدیث داؤ کے میں خدمت کی، 1979ء میں مسجد قدس اہلحدیث پتوکی میں ماہوار تین سو روپے میں تعیناتی ہوئی، مسجد کی دوبارہ تعمیر میں نے احباب جماعت سے مل کر کی ہے، حصہ لینے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

سوال: کچھ علم میں ہے کہ مسجد قدس اہلحدیث کا سنگ بنیاد کب رکھا گیا؟

جواب: مسجد قدس اہلحدیث کا سنگ بنیاد علمائے روپڑی حضرات نے 1951ء میں رکھا تھا۔

سوال: آپ کے رفقاء مدارس میں کون سے علماء شامل ہیں؟

جواب: حافظ احمد اللہ حامد، مولانا محمد شفیع رسولپوری، مولانا محمد علی، حافظ محمد عباس انجم گوندلوی، مولانا منظور احمد شفیق گوجرانوالہ والے اور مولانا محمد یحییٰ گجراتی قابل ذکر ہیں۔

سوال: دوران خطابت ادھر کے حالات میں آپ کی کیا حکمت عملی تھی؟

جواب: امام وخطیب کو مسجد وانتظامیہ کے افراد کے علاوہ مسجد کے اردگرد کے لوگوں سے بھی تعلقات رکھنے چاہئیں، چونکہ میرا ایک زمیندار گھرانے سے تعلق ہے اور ہر فرقہ کے احباب سے ذاتی مراسم بھی ہیں، اس مسجد کے گرد اکثریت بریلوی حضرات کی تھی جبکہ شیعہ اور مرزائی حضرات کے لوگ بھی آباد ہیں۔ ہماری مسجد میں دیگر افراد کی بھی حاضری خاصی ہوتی ہے، میں نے ایک دفعہ گیارہویں حرام ہونے کے موضوع پر درس دیا جس پر اہل علاقہ میں کافی اشتعال ہوا۔ مسجد انتظامیہ کے افراد کہنے لگے کہ سلفی صاحب گھر سے اکیلے باہر نہ نکلیں، باہر کے حالات سازگار نہیں ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی نصرت سے میرا معمول پہلے کی طرح رہا، آج اسی علاقے میں سینکڑوں کی تعداد میں افراد وخواتین کے غلط عقائد ونظریات میں تبدیلی آچکی ہے۔

سوال: ماضی اور حال کے طلباء مدارس میں کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟

جواب: ہر دور میں مدارس کے طلباء میں فرق رہا ہے جواب بھی ہے اساتذہ قابل ہوتے ہیں، ان سے کچھ سیکھنا طلباء کا فرض بنتا ہے یا پھر طلباء خدمت و احترام کی بدولت اساتذہ کی توجہ کے مستحق ٹھہریں۔

سوال: آپ کو بچپن میں کن کھیلوں سے دلچسپی رہی اور پڑھائی میں کیسے تھے

جواب: کبڈی، والی بال اور میرا شمار ذہین طلبہ میں ہوتا تھا۔

سوال: آپ کی اولاد میں بچوں کی تعداد کیا ہے؟ انھیں دینی تعلیم کی رہنمائی کی ہے؟

جواب: میرا بڑا بیٹا عبدالمنعم فاضل جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ آج کل موڑ ایمن آباد میں ہی امام وخطیب ہے، دوسرا بیٹا حافظ عبدالخالق محمدی مسجد اہلحدیث پتوکی میں امام ومدرس ہے اور اس سے چھوٹا عبدالباسط ہے۔ اسی طرح بڑی بیٹی عالمہ فاضلہ ہے چھوٹی نے بھی ترجمہ اور مشکوٰۃ تک تعلیم حاصل کر رکھی ہے، دونوں اپنے گھروں میں آباد اور دینی تعلیم کے فروغ میں کوشاں ہیں۔

سوال: آپ کتنے بہن بھائی ہیں؟ کیا کوئی اور بھی دینی خدمت پر مامور ہے

جواب: ہم تین بھائی ہیں جان محمد، محمد شریف اور محمد حنیف سلفی جبکہ میرے علاوہ کوئی اور دینی خدمت سرانجام نہیں دے رہا۔

سوال: بیرون ملک کب گئے؟

جواب: 1998ء میں عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

سوال: علم کی دنیا میں ترقی وپختگی کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ایک عالم دین کو ہونی چاہیے۔

جواب: مدارس میں طلباء کو مطالعہ تو کروایا جاتا ہے مگر جامعہ کی لائبریری سے استفادہ کا موقع کم ہی دیا جاتا ہے، ہر جامعہ میں اگر پہلی تین کلاسوں کے طلباء کے علاوہ باقی طلباء کو باقاعدگی سے کتب تک رسائی اور اساتذہ کی نگرانی میں مواقع میسر آئیں تو یقیناً فارغ التحصیل ہونے والے علماء ہر روز مطالعہ کر کے رات کو سویا کریں گے، مطالعہ اور عالم دین کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

سوال: آج عالم اسلام نہایت پریشان کن حالات میں ہے اس کی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: اُمت مسلمہ کو اپنے گھر، صوبہ اور ملک سے لے کر عالمی سطح تک جن مسائل کا سامنا ہے ان کی تفصیل طویل ہے۔ قصوروار ہر کوئی اپنی جگہ پر ہے اگر اپنی ذات سے لے کر دوسروں کی اصلاح کے لیے ایک محلہ سے لے کر اس مشن کو نکلیں تو یقیناً حالات ومسائل میں بہتری آسکتی ہے۔

سوال: عالم کفر پر غلبہ رکھنے کے لیے اُمت مسلمہ کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: عالم کفر ہماری غلامی میں رہ کر علوم وفنون کے ذریعے آج ترقی کر کے ہمارے اوپر حکمرانی کر رہے ہیں، ادھر اُمت مسلمہ کے رہنماؤں کو ان کی غلامی سے نکلنے کے لیے کچھ سوچنے اور کوئی لائحہ عمل تیار کرنے کی

بجائے اپنے اقتدار کی فکر رہتی ہے، لہٰذا عالم کفر پر غلبہ پانے کے لیے قرآن وسنت پر عمل پیراء ہونا ضروری ہے۔

سوال: کیا اسرائیل کی حکومت سے اُمت مسلمہ تعلقات رکھ سکتی ہے؟

جواب: یہود ونصاریٰ ہمارے اصلی دشمن ہیں، دنیاداری کی خاطر تعلقات کے ساتھ ان سے چھٹکارے کے لیے جدوجہد جاری رہنی چاہیے۔

سوال: پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی راہ کیسے ہموار ہو سکتی ہے؟

جواب: حاملین قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی جماعت یہ فریضہ سرانجام نہیں دے سکتی، اس سلسلہ میں ہماری حالت قابل رحم ہے۔

سوال: موجودہ دور میں علمائے دین کی اولاد اشاعت دین سے پیچھے کیوں ہے؟

جواب: معاشرے میں بگاڑ آنے کی وجہ سے اس کے اثرات ہر جگہ پہنچے ہیں پھر بھی تمام حالات وواقعات کے باوجود علمائے کرام صبر، رحمت الٰہی، حکمت عملی اور اجروثواب کی خاطر اس مشن کے فروغ میں کمربستہ ہیں مگر مساجد ومدارس کی انتظامیہ کو وظیفہ کے حوالے سے خاص خیال رکھنا چاہیے۔

سوال: پاکستان میں فرقہ واریت امن کی راہ کیسے اختیار کر سکتی ہے؟

جواب: علمائے اہلحدیث ہر جگہ اور ہر مسجد میں ایک تحریک کی صورت میں صبح ترجمہ قرآن کی چند آیات کا مفہوم شام یا عشاء کے بعد ایک حدیث عوام میں پڑھانے کا عمل شروع کریں تو بہتر نتائج دیکھنے کو ملیں گے۔

سوال: موجودہ دور میں مسلک اہلحدیث کو کون سا پہلو اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: موجودہ دور میں جو پیچھے رہ گیا وہ آگے نہیں نکل سکتا۔ ہماری قیادت کو باہم مل کر تمام جماعتوں پر مشتمل اتحاد قائم کرنے کی ضرورت ہے اور پھر اس میں ہر شعبہ کے تحت کام کی ضرورت ہے۔

سوال: قارئین کرام کے نام کوئی پیغام؟

جواب: گھر میں تبلیغی لٹریچر قرآن وحدیث کی تعلیمات پر مشتمل لازمی ہونا چاہیے۔ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث تقریباً تمام جماعتوں کی نمائندگی کرتا ہے اسے لازمی اپنے نام جاری کروائیں اور دوست احباب کو بھی توجہ دلائیں۔

□□□

محمد یوسف ڈاھر کو صدمہ

مولانا طاہر یوسف فاضل جامعہ اہلحدیث لاہور کے دادا جان محمد یوسف نمبردار ودیگر برادران کے والد محترم اور مولانا محمد ابراہیم کماہاں لاہور کے ماموں جان محترم خان محمد المعروف بابا ڈوگر تقریباً 80 سال کی عمر میں 19 جنوری 2015ء کو انتقال گئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم تقریباً 30 برس سے آنکھوں کی بینائی سے محروم ہونے اور گھر مسجد سے کافی فاصلے پر واقع ہونے کے سبب بھی نماز پنجگانہ باجماعت کی ادائیگی تادم صحت ادا فرماتے رہے ان کی نماز جنازہ مولانا عبدالقادر سلفی نے آپ کی وصیت کے مطابق پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مولانا عنایت اللہ امین، مولانا عبدالرحمن، مولانا عطاء اللہ حنیف ڈاہروی، مولانا عبدالجبار سلفی مولانا محمد حسن اور مولانا محمد امین سمیت سینکڑوں احباب جماعت نے شرکت کی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

نور احمد بھٹی کی وفات

مرکزی جمعیت اہلحدیث کوٹرادھاکشن کے بزرگ سیاسی وسماجی راہنما اور سابق وائس چیئرمین بلدیہ کوٹرادھاکشن قصور نور احمد بھٹی تقریباً 70 برس کی عمر میں مختلف عوارض میں زیر علاج رہنے کے بعد 16 جنوری 2015ء کو انتقال کر گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم تہجد گزار، شریف الطبع، ہنس مکھ اور مہمان نواز شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی نماز جنازہ اسی روز بعد نماز عصر مولانا عطاء اللہ حنیف نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں سیاسی، سماجی، رفاہی اور مقامی مذہبی تنظیموں کے رہنماؤں کے ارکان سمیت سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

دعائے صحت کی اپیل

مولانا عبدالجبار سلفی کی والدہ محترمہ گذشتہ چندروز سے شدید علیل ہیں ان کی صحتیابی کے لیے خصوصی طور پر دعا فرمائیں۔ شکریہ

(دعاگو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی کوٹرادھاکشن قصور)

حجیت حدیث، قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ کی نظر میں

قاری عبداللہ وقار

قرآنی دلائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ ''اور جو پیغمبر تم کو دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔'' (الحشر: 7) اس آیت مبارکہ میں آنحضرت ﷺ کے حکم کو ایک مستقل تشریع کی حیثیت دی گئی ہے لہٰذا آنحضرت ﷺ کا جو بھی حکم صحیح حدیث سے ثابت ہوگا وہ واجب العمل ہوگا۔ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ سن رکھو مجھے قرآن ملا اور اس کے ساتھ ویسی ہی ایک اور چیز یعنی سنت جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ارشاد ربانی ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ''اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کرتا ہے اس کی جو بات ہے وہ وحی سے ہے۔'' (النجم: 4-3) دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، صرف قرآن وحی متلو ہے اور حدیث کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ارشاد الٰہی ہے: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ ''اے پیغمبر! کہہ دیجیے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری راہ پر چلو اللہ بھی تم سے محبت رکھے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (آل عمران: 31) یہود ونصاریٰ اور مشرکین سب اللہ کی محبت کے دعوے کرتے تھے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی اور واضح کیا کہ اللہ کی محبت کے حصول کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ میرے رسول کی پیروی کرو۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور حکومت والوں کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم کو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے۔'' (النساء: 59)

فرمان الٰہی ہے: وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ''اور اسی طرح ہم نے تجھ پر قرآن اتارا اس لیے کہ تو لوگوں کو سمجھا دے جو ان کی طرف اتارا گیا تا کہ وہ خود بھی غور کریں۔'' (النحل: 44) اس آیت میں ذکر سے مراد قرآن ہے اور اس کی توضیح اور تشریح آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تشریح کے بغیر قرآن کے مجملات کو سمجھا ہی نہیں جاسکتا مثلاً نماز، زکوٰۃ اور دیگر احکام وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ''جو رسول اللہ ﷺ کا کہا مانے اس نے اللہ کا کہا مانا'' (النساء: 80) آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت ہے کیونکہ قرآن کو آنحضرت ﷺ کی تشریح کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا۔ ارشاد الٰہی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ''اے ایمان والو! جب رسول اللہ ﷺ ایسے کام کے لیے بلائیں جس میں تمھاری زندگی ہے تو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔'' (الانفال: 24) یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی

دعوت پر لبیک کہو اور تم پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع لازم ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ ''پھر جو لوگ پیغمبر کا حکم نہیں مانتے ان کو ڈرنا چاہیے دنیا میں ان پر کوئی مصیبت نہ آن پڑے یا آخرت میں کوئی تکلیف کا عذاب نہ پہنچے۔''(النور:63)

پیغمبر ﷺ کی اتباع سب پر فرض ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ ''ایمان لاؤ اللہ اور اس کے نبی اُمی پر جو یقین رکھتا ہوا اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو۔''

(الاعراف:158)

ارشاد الٰہی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ کر بات نہ کرو''(الحجرات:1) نواب صاحب فتح البیان میں فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن و حدیث کا معاوضہ رائے یا اجتہاد سے کرے وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ کر باتیں بناتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا۔ ''اور کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم کر دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے پس وہ کھلا گمراہ ہو چکا۔''

(الاحزاب:36)

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہر مومن کے لیے اُسوۂ حسنہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ''تمہارے لیے اللہ کے رسول (ﷺ) میں بہترین نمونہ ہے واسطے اس شخص کے جو اللہ اور یوم آخرت کی اُمید رکھتا ہے''(الاحزاب:21) یعنی ہر موقع محل میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں۔

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اعلانِ خداوندی ہے: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ ''اے پیغمبر ﷺ تیرے پروردگار کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تجھ سے نہ کرائیں گے پھر تیرے فیصلے سے ان کے دلوں میں تنگی نہ ہو اور خوشی خوشی تسلیم کریں۔''(النساء:65)

فرمانِ الٰہی ہے: وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ۔ ''تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں حکمت کی باتیں (حدیثیں) پڑھی جاتی ہیں ان کو یاد کرتی رہو۔''(الاحزاب:34)
ارشاد ربانی ہے: وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ''اگر اس کا کہا مانو گے تو راہ پاؤ گے یعنی ہدایت آپ کی اطاعت سے وابستہ ہے۔''(النور:54)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ۔ ''پھر اس میں جو مشکل پڑے اس کا کھول دینا بھی ہمارا کام ہے۔''(القیامہ:19) یعنی احکام کی تفسیر بھی ہماری ذمہ داری ہے، یہی وہ چیز ہے جسے سنت یا حدیث کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کو آنحضرت ﷺ کے سینہ میں محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا اسی اس کی توضیح اور تشریح بتانے کی ذمہ داری بھی لی ہے۔ قرآن مجید کے مجملات و مشکلات کی تفصیلی اور عملی تفسیر پیغمبر ﷺ کے اقوال و افعال اور احوال ہیں۔

حجیت حدیث تفاسیر کی روشنی میں

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ ''اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا فضل کیا کہ ان میں ایک پیغمبر بھیجا انھی میں سے جو اس کی آیتیں پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور قرآن و حدیث ان کو سکھاتا ہے''(آل عمران:164)

یہاں حکمت سے مراد حدیث وسنت ہے۔امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:وكانت السنة بمنزلة التفسير لمعاني احكام الكتاب ''سنت رسول،کتاب اللہ کے احکام کے معانی کی تفسیر وتشریح ہے۔'' (الموافقات ج 2ص 10)امام شاطبیؒ ہی فرماتے ہیں:يقول الحكمة سنة رسول الله۔ ''حکمت سے مراد سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔''

(الرسالۃ:ص 24)

مفسر قرآن ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ فرماتے ہیں: الحكمة علم بأحكام الله التي لا يدرك علمها الا ببيان ''حکمت سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں جن کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کے بیان سے ہوتی ہے۔''(تفسیر طبری ج2ص22)

علامہ محمود بن عمر زمخشریؒ فرماتے ہیں:يعلمهم الكتب والحكمة اى القرآن والسنة ''کتاب وحکمت سے مراد کتاب و سنت ہے۔''(تفسیر کشاف ج12ص436)

امام فخرالدین رازیؒ فرماتے ہیں:الحكمة هي سنة الرسول ﷺ ''حکمت سے مراد سنت رسول ﷺ ہے۔''(تفسیر کبیر ج20ص125)

امام بیضاویؒ فرماتے ہیں:الكتب والحكمة القرآن والسنة ''کتاب وحکمت سے مراد قرآن وسنت ہے''(تفسیر بیضاوی ص:125)

علامہ ابوحیان اندلسیؒ فرماتے ہیں:الحكمة السنة وبيان النبي الشرائع ''حکمت سے مراد سنت اور نبی کا بیان ہے جو شریعت مطہرہ کی تشریح ہے۔''(تفسیر البحر المحیط ج12ص393)

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:الحكمة اى السنة ''حکمت سے مراد سنت ہے۔''(تفسیر ابن کثیر ج1ص183)

مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہوگیا کہ اسلام صرف کتاب وسنت کا نام ہے،سنت وحدیث کے بغیر قرآن مجید کو سمجھا نہیں جاسکتا،حدیث رسول قرآن کی سچی تفسیر ہے۔

حدیث رسول ﷺ صحابہ کی نظر میں

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کافرمان ہے:الحمد لله الذى جعل من يحفظ عن نبينا ''اللہ کے لیے ہی سب تعریف ہے جس نے ایسے افراد کو پیدا کیا جو ہمارے پیغمبر سے ارشادات رسول ﷺ حفظ کرتے ہیں''

(اعلام الموقعین)

سیدنا عمر فاروقؓ کافرمان ہے:لا نترك كتاب الله و سنة نبينا ''ہم کتاب اللہ اور سنت رسول کو نہیں چھوڑیں گے''(مسلم)

سیدنا عثمان غنیؓ کافرمان ہے:افليس لك فيه اسوة حسنة ''سیدنا عثمانؓ نے سائل کے جواب میں کہا کہ کیا تیرے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی نمونہ نہیں ہے یعنی یقیناً رسول پاک ﷺ کی زندگی کامل نمونہ ہے۔''(مسند احمد)

سیدنا علی المرتضیٰؓ کافرمان ہے:لاندع كتاب ربنا وسنة نبينا ''ہم اپنے رب کی کتاب اور سنت نبی ﷺ کو نہیں چھوڑیں گے۔''(احکام الاحکام لابن حزم)

سیدنا ابوہریرہؓ کافرمان ہے''جب میں تمہیں حدیث سناؤں تو اس کے مقابلے میں مثالیں مت پیش کیا کرو''(ابن ماجہ)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کافرمان ہے:''جب امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ نے حج کے ساتھ عمرہ سے منع فرمایا تھا تو ایک آدمی نے بار بار سیدنا عمر فاروقؓ کا قول پیش کیا تو سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا:اقول ابي يتبع اوقول ''کیا میرے باپ کی مانی جائے گی کہ رسول اللہ ﷺ کی''

حدیث میں ہے:تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنتي ''آپ ﷺ نے فرمایا:میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان کو مضبوط پکڑو گے گمراہ نہیں ہو گے وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہیں۔''(موطا امام مالک)

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن برجان
پس حدیث مصطفی مسلم داشتن

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

سعودیہ وزارت عدل کی دعوت پر اسلامک شریعہ کونسل لندن کے وفد کا ڈاکٹر صہیب حسن کی زیر قیادت دورہ سعودی عرب

پروفیسر حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی (برطانیہ)

قسط نمبر 7

فضیلۃ الشیخ الترکی کئی مرتبہ برطانیہ کے دورے پر بھی تشریف لا چکے ہیں اور ایک دفعہ ڈیوزبری کی جامع مسجد اہل حدیث کے افتتاح کے موقع پر ملاقات بھی ہو چکی ہے وہ چونکہ ہمارے الشیخ صہیب اور شریعہ کونسل سے بخوبی آگاہ بھی ہیں اس لیے انھیں شریعہ کونسل کا تعارف کرانے کی زیادہ ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ انھوں نے کچھ مفید مشورے بھی دیے کہ اسلامی قوانین کی خوبیوں کے موضوع پر حسب سابق شریعہ کونسل سیمینار منعقد کراتی رہے، جن میں دیگر مذاہب کی نمائندگی بھی کی جائے تو انشاء اللہ اس کے بہت مثبت اثرات غیر مسلم کیمونٹی پر ضرور پڑیں گے، گھنٹہ بھر کی اس ملاقات کے بعد انھوں نے ہمیں بڑی محبت سے رخصت فرمایا۔

ڈاکٹر لقمان سلفی مدظلہ سے ملاقات

برطانیہ میں ہمارے شہر کیتھلے سے کچھ دوست یہاں سکول ٹیچر کی جاب پر ہیں ان سے ملاقات بھی ضروری تھی، محسن شبیر کو فون کر کے بتایا کہ قصر الضیافۃ والموتمرات بالناصریہ آجائیں، بڑا انتظار کیا لیکن وہ نہ پہنچے۔ پتہ چلا کہ انھیں قصر الضیافہ کا پتہ ہی نہیں مل سکا کیونکہ ریاض شہر اب اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ اس کی پیمائش حساب و کتاب سے باہر چلی گئی ہے۔ وہ بیچارے گھنٹہ بھر ڈھونڈتے رہے اور قریب آ کر کوئی سڑک miss کر جاتے یوں انھیں واپس جانا پڑا، میں چاہتا تھا کہ انھیں آج ایک اور شیخ سے ملانے ساتھ لے جاتا۔ نماز مغرب کے بعد ہم سب الشیخ صہیب کی قیادت میں شیخ لقمان سلفی کی ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔

ڈاکٹر لقمان صاحب کا تعلق بھارت سے ہے، مدینہ یونیورسٹی سے تعلیم مکمل کر کے وہ مفتی دیار سعودیہ فضیلۃ الشیخ ابن باز قدس سرہ کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے رہے بلکہ ان کے معتمد خاص بنے۔ علماء کرام عموماً ان کی وساطت سے شیخ مرحوم سے رابطہ کیا کرتے تھے

شیخ ابن بازؒ کا معاملہ اپنے متعلقین سے کتنا محبت و شفقت والا ہوتا تھا، ڈاکٹر لقمان اس کی واضح مثال ہیں۔ شیخ ابن بازؒ کی خصوصی سفارش بلکہ حکم پر انھیں سعودی شہریت دی گئی، اب تو ان کے بیٹے بھی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں، ماشاء اللہ بڑی مطمئن زندگی گزار رہے ہیں۔ شیخ لقمان صاحب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ منہج اسلاف اہل الحدیث کے بہت بڑے وکیل ہیں اللہ ان کی عمر و علم میں اضافہ فرمائے۔ آمین

دیگر احباب کی طرح میں نے بھی اپنا نام انھیں بتایا تو سلفی صاحب نے کہا: جناب آپ کے نام سے کون واقف نہیں ہے، کافی باتیں ہوئیں۔ ان کے صاحبزادے سے بھی ملاقات ہوئی اور پھر کھانے کے کمرے میں لے جایا گیا، عربوں کی طرح روایتی کھانا بڑے بڑے تھالوں میں چاول اور گوشت وافر مقدار میں بھرا ہوا تھا، ہم بارہ چودہ آدمی مل کر بھی گوشت کے ان پہاڑوں کو ہلا نہیں سکے، پتہ نہیں ان بڑے بڑے تھالوں میں بھرے ہوئے اتنے کھانے کے ساتھ کیا کیا گیا ہوگا۔

میری خواہش ہی رہی کہ علماء و مشائخ سے گزارش کروں کہ اس عربانہ عادت کو بدلیں اور رزق مناسب مقدار میں تیار کروایا کریں، شیخ ابن باز رحمہ اللہ بڑی بڑی اپیلیں کرتے رہے لیکن عربوں کی یہ ناک وہیں کی وہیں رہی، کھانے کے بعد قہوے اور چائے کا دور چلا، بوقت رخصت شیخ لقمان کے ساتھ ہم سب نے یادگاری تصاویر بھی بنوائیں اور میں نے انھیں اپنی کتابوں کا سیٹ دیا۔ جمال الفرقان اور حسن و جمال کا چاند۔

اس گزارش کے ساتھ کہ آپ کا تبصرہ مجھے موصول ہونا چاہیے، آپ لکھ کر اپنے بیٹے ڈاکٹر عبداللہ کو دے دیں وہ مجھے بذریعہ ای میل بھجوا

دیں گے تو لقمان صاحب کہنے لگے کہ مجھے بھی ای میل کرنا آتا ہے مجھے خوشی ہوئی کیونکہ ہمارے علماء اس عادت سے جان پہچان کم ہی رکھتے ہیں۔

اپیل کورٹ، مرکز العدل وغیرہ کا وزٹ

آج کے پروگرام میں کافی ملاقاتیں شامل ہیں۔ مرکز استیناف یا ہائی کورٹ کے وزٹ کے علاوہ کچھ غیر سرکاری ملاقاتیں بھی پروگرام میں شامل ہیں، پہلا اعلان یہی تھا کہ آٹھ بجے روانگی ہوگی، ہم نیچے لابی میں انتظار کرتے رہے لیکن کوئی حرکت نظر نہ آئی۔

شیخ صہیب حسن تشریف لائے تو پتہ چلا کہ ساڑھے نو بجے روانگی ہے، میں انتظار کرتے کرتے تھک چکا تھا اپنے کمرے میں آ کر لیٹ گیا اتنے میں پروٹوکول آفیسر اخی ابو عبد الرحمن کا فون آ گیا۔ فیملی معاملات میں صلح اور اپیل کورٹ Court of Personal Family laws and the committee of mediation پہنچے۔ تہہ خانے میں گاڑیاں کھڑی کی گئیں اور رئیس المحکمہ نے ہمارا استقبال کیا، ان کے ساتھ کافی طویل بات چیت ہوئی۔

مدیر مرکز جناب ڈاکٹر عجلان کو یہ بات سمجھانے میں کافی دیر لگی کہ غیر مسلم ملک میں شرعیہ کونسل کیسے کام کرتی ہے؟ انھیں بتایا گیا کہ مسلمان عورت یا مرد حلال و حرام بارے بڑے حساس ہیں۔ مقامی عدالت کی دی گئی طلاق کو وہ موثر نہیں سمجھتے جب تک اسلامی طلاق نہ ملے، نیز مسلمان خاتون کے لیے تو کوئی راستہ ہی نہیں وہ خلع کہاں سے لے۔

ظاہر ہے شرعیہ کونسل ان مواقع پر کام آتی ہے اسی لیے وہ زیادہ موثر سمجھی جاتی ہے پھر محترم مدیر نے ناشتے کی دعوت دی ناشتے کے بعد کئی مشائخ تشریف لے آئے، ان سے بھی کافی طویل تبادلہ خیال ہوا، بعد میں اپیل کورٹ بارے بتایا گیا اور طریق کار کی وضاحت کی گئی، علاوہ ازیں مختلف شعبوں کا معائنہ کرایا گیا بالخصوص اپیل کے اندراج والا شعبہ بڑا دلچسپ اور بالکل جدید لگا۔

سعودیہ کا عدالتی طریق کار اتنا ماڈرن نظر آیا کہ اتنا محکم برطانوی سسٹم بھی نہیں ہے۔ تیل کی دولت کے ساتھ مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ نظم و ضبط میں بھی بڑی تبدیلیاں آ گئی ہیں، اس بلڈنگ کے پانچویں فلور سے باہر کا نظارہ بڑا متاثر کن تھا۔

سامنے نظر پڑی تو پرانا محل لگا اب تک تو سارا شہر جدید ہی دکھایا گیا تھا یہ ایک نئی چیز تھی میں نے سکیورٹی والوں سے پوچھا کہ کیا پرانا شاہی محل تو نہیں جہاں ملک عبد العزیز رحمہ اللہ نے ریاض پر کنٹرول حاصل کیا تھا کیونکہ تاریخی مقامات سے میری دلچسپی ایک قدرتی بات ہے۔ معلوم نہیں سکیورٹی والوں کو بھی اس سے دلچسپی تھی یا نہیں؟ یا اسے سعودیہ کی قابل فخر تاریخ سے کوئی لگاؤ تھا یا نہیں لیکن اس نے بھی میرے بیان کی تصدیق کر دی اور میرے ذہن میں وہ رات گھومنے لگی جب نوجوان عبد العزیز نے چالیس نوجوانوں کے ہمراہ ریاض کا یہ محل فتح کر لیا جبکہ ان مین سے بیس نوجوان راستے میں ہی چھپا دیے گئے تھے۔ بعد میں جب ہم قریب سے گزرے تو پتہ چلا کہ یہ علاقہ چونکہ وہی ہے اس لیے یہاں کی جدید بلڈنگیں بھی اسی طرز کی تعمیر کی گئی ہیں میں نے اس کی تصاویر بھی بنائیں، تقریباً تین بجے ہم واپس اپنے مستقر پہنچے۔

رسمی مصروفیات تو ختم ہو گئیں لیکن اب غیر سرکاری مصروفیات بارے پروگرام ترتیب دیا گیا، نماز عشاء کے بعد علماء و مشائخ ریاض سے ملاقات طے تھی اور اس کے لیے ہمیں ریاض کی سب سے بڑی الراجحی مسجد میں نماز عشاء ادا کرنی تھی میں نے برطانیہ کے ساتھیوں محسن اور واجد صاحبان کو اپنے پروگرام سے آگاہ کر دیا تھا کہ نماز عشاء مسجد مذکور میں ادا کی جائے گی۔

مولانا خرم بشیر کو ابھی تک کتابیں ڈھونڈنے اور خریدنے کا شوق ہے وہ چونکہ ریاض میں طالب علم بھی رہے تھے اس لیے انھیں مکتبات کا بھی پتہ تھا ان میں سے ایک مکتبہ تدمریہ ان کے ذہن میں تھا، انھوں نے پروگرام یوں بنایا کہ نماز سے آدھ گھنٹہ پہلے وہاں جایا جائے اور راجحی مسجد بھی اس کے قریب ہی ہے چنانچہ ہم سب مکتبہ تدمریہ پہنچ گئے۔ بے شمار کتب وہاں پڑی تھیں اور رش بھی بے پناہ تھا یعنی لوگوں میں کتابیں خریدنے اور پڑھنے کا شوق موجود ہے۔ ہمارے ہاں کی افراتفری نہیں ہے

کتابیں چھپ بھی رہی ہیں اور فروخت بھی ہو رہی ہیں۔ خرم بشیر صاحب کے برعکس کتب خریدنے کا میرا ذوق ماند پڑ چکا تھا۔ بچپن سے اب تک اور خاص طور پر مدینہ منورہ قیام کے دوران ہر موضوع پر کتاب خریدی۔

پاکستان جاتے وقت بڑے بڑے بکس کتابوں کے ساتھ لے کر گیا لیکن مسلسل جگہیں بدلنے کی وجہ سے وہ کتابیں نجانے کہاں گم ہو گئیں اور اگر کچھ ہیں بھی تو وہ مختلف علاقوں اور شہروں بلکہ مختلف ممالک برطانیہ، فرانس، لاہور فیصل آباد اور تاندلیانوالہ وغیرہ میں بکھری ہوئی ہیں۔

کئی کتابیں یہاں بھی پسند آئیں، خریدنے میں دلچسپی بھی ہے لیکن ان کو رکھوں گا کیسے اور کہاں بس یہ سوچ کر پھر کچھ نہ خرید سکا۔ البتہ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کا مجموعہ ذکر الورد المصطفی جس سے مجھے صرف دلچسپی ہی نہیں تعلق خاطر بھی ہے میں نے اسے حفظ ہی نہیں کیا بلکہ اس کی احادیث کی تخریج بھی کی ہوئی ہے اس کے چند نسخے خریدے اور اتنے میں برادر محسن اور ان کا بڑا بھائی واجد بھی آن پہنچے اور اذان کا ٹائم بھی ہو گیا۔

سعودیہ میں یہ تو بات ہے کہ اذان کے ساتھ ہی سب دوکانیں اور کاروبار بند ہو جاتا ہے، محسن اور واجد سے مختصر ملاقات ہوئی انھیں کہا کہ ہمیں فالو کرتے ہوئے مسجد الراجحی آ جائیں جو سڑک کے دوسری جانب ہے مسجد پہنچ کر نماز عشاء سے پہلے ہماری ملاقات ہوئی۔ نماز کے بعد پروگرام تھا کہ مشائخ سے ملاقات میں محسن اور واجد بھی چلیں گے لیکن وہ ہمارے ڈرائیوروں کو فالو ہی نہیں کر سکے کیونکہ برطانوی ٹریفک نظام دنیا کا محفوظ ترین نظام ہے اور اس میں کوئی چھوٹا بڑا، سرکاری وغیر سرکاری نہیں ہے لیکن سعودیہ میں یہ ممکن نہیں ہے۔

ڈرائیوروں کو یہ زعم ہے کہ ان کی سرکاری گاڑیاں ہیں کوئی ان سے آگے بڑھ کر جائے کیوں، اس لحاظ سے جتنے دن بھی ہم سعودیہ میں رہے اللہ سے خیر وعافیت کی دعا کرتے رہے۔ جب ہم خود مدینہ منورہ کے باسی تھے یہاں کی ٹریفک کے عادی تھے لیکن اس وقت تک شہر بھی اتنے پھیلے نہیں تھے اب تو یہ سسٹم دیکھ کر بہت طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ ہم آپس میں سوچتے تھے کہ برطانیہ اور امریکہ کے مہمان جب ان ڈرائیوروں کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے تو ضرور دل کے مریض بن جاتے ہوں گے، نماز عشاء کے بعد مسجد کے باہر دیگر سامان کے ساتھ ساتھ کھجوریں بھی فروخت ہو رہی تھیں سوریال میں تین بکس ملے اس وقت خیال تھا کہ ایک بکس میں رکھلوں گا اور دو خرم صاحب، بعد میں ضرورت محسوس ہوئی تو میں نے خرم صاحب کو دو بکسوں سے سبکسار کر دیا اور انھوں نے بڑی خوشی سے قبول کر لیا۔

بہر حال وہ کھجوریں جب برطانیہ میں لایا تو انکشاف ہوا کہ اس طرح کے تو مجھے درجن بھر بکس چاہیے تھے بہت مزیدار کھجوریں ہیں جس نے بھی کھائیں دوبارہ کھانے کا جی چاہا اور دو ہی دن میں سب کھجوریں ختم ہو گئیں۔ مدینہ منورہ سے ہم جو کھجوریں لاتے ہیں وہ کافی مہنگی ہوتی ہیں جبکہ یہ بہت سستی اور مزیدار ہیں۔

نائف یونیورسٹی، مرکز احوال الشخصیہ کا وزٹ اور وطن واپسی

آج ہمارا سعودی عرب میں الوداعی دن ہے اور دو جگہ کا سرکاری دورہ بھی ہے۔ ساڑھے سات ہم روانہ ہوئے اور ریاض سے بالکل باہر ایک نئی یونیورسٹی تعمیر ہو رہی ہے جس کا نام شہزادہ نائف یونیورسٹی برائے تحقیق جرائم ہے۔ عالمی سطح پر اس کا اہتمام کیا گیا ہے جو سعودی عرب کے لیے ایک بالکل نئی گائیڈ لائن ہے۔ طویل وعریض عمارت جس میں مختلف جرائم کی تحقیق کے لیے الگ الگ کالج قائم کیے گئے ہیں ہر کالج میں اس سے متعلقہ آلات تحقیق اور وسائل مہیا کیے گئے ہیں عملہ عموماً غیر ملکی ہے۔

ان میں کئی پاکستانی پروفیسر بھی تھے جن سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، انگریزی اور عربی میں ہمیں بریف کیا گیا اور پھر ہر شعبے کا دورہ کرایا گیا DNA TEST وغیرہ کے مختلف مراحل سے روشناس کرایا گیا۔ پھر آلات جرائم مثلاً افیون چرس اور گانجا تھوڑی تھوڑی مقدار میں موجود تھیں اور یہ خبیث مواد پہلی دفعہ دیکھ کر بڑا انقباض ہوا۔ ساتھ ہی افیون وغیرہ کی سمگلنگ کا طریقہ اور جن چیزوں میں مثلاً کپڑوں، جوتوں، گیس سلنڈروں، کھلونوں، سٹیشنری وغیرہ میں چھپا کر لائی جاتی تھی ان کو بھی بنفسہ محفوظ کیا گیا

(جاری ہے)

مصطفائی (ازقلم: السید الحکیم عبدالرحمن خلیق (مرحوم))

تجلی کی فقط ادنیٰ شعاع تھی طور پر چھائی	خدا کیا یہ ابھی تھی نور کی تشریف فرمائی
لب فطرت پہ ادنیٰ مسکراہٹ تھی ابھی آئی	کلیمی ہی رہی ثابت نہ سینا کی ہی سینائی
محمد ﷺ ہنس دیے سدرہ کو پا کر زیر پا یعنی	پکار اٹھے فرشتے مصطفائی اس کو کہتے ہیں
بلندی طور کی گرچہ تمناؤں میں حائل تھی	مگر نیچے نبوت تھی جو کوہ شکم پہ مائل تھی
کلیمی سر بکف دوڑی کہ شیرانہ خصائل تھی	فلک پہ کوندنے والی کہاں ٹیلوں کی قائل تھی
سر عرش برس دیکھی رسائی جب محمد ﷺ کی	کلیمی دم بخود بولی رسائی اس کو کہتے ہیں
لرزتے خوف سے محشر میں ہوں گے انبیاء جس دم	رسولوں کو نہ ہو گا حرف اُف کا حوصلہ جس دم
پکارے کی فقط نفسی زبانی برملا جس دم	نہ ہوگی جرأت جنبش یہ لب پیش خدا جس دم
محمد ﷺ جب خدا سے گفتگو کرنے کو آئیں گے	اٹھے گا شور ہر سو مجتبائی اس کو کہتے ہیں
عرب کی سرزمین پر قحط باراں سے وبا اٹھی	حنا بندی چمن زاروں کی ہر سو بوکھلا اٹھی
لب تشنہ لجائی بے کسی بن کر دعا اٹھی	نہ ابر آیا اگرچہ لاکھ چشم سرمہ سا اٹھی
محمد ﷺ نے دعا کی جب تو بادل جھوم کر آیا	صدا ہاتف نے دی دیکھو رسائی اس کو کہتے ہیں

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی غائبانہ نماز جنازہ

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیزؒ عالم اسلام کے عظیم راہنما اور انسانیت کا درد رکھنے والے انسان تھے۔انھوں نے خوشی اور رنج والم میں ہمیشہ پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا اور سرزمین پاکستان کو خوشحال دیکھنا ان کی خواہش تھی جس کے لیے انھوں نے ہر ممکنہ تعاون کیا۔قرآن وسنت کی اشاعت و ترویج کے لیے ان کی گراں قدر خدمات سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ان خیالات کا اظہار جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے جماعت اہلحدیث کے مرکز میں شاہ عبداللہؒ کی غائبانہ نماز جنازہ میں شریک افراد سے کیا۔انھوں نے کہا کہ ملک پاکستان پر شاہ عبداللہ کے بے شمار احسانات ہیں جن کا بدلہ چکانا ناممکن ہے ہم ان کی خدمات جلیلہ کے معترف ہیں۔مناظر اسلام مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے کہا کہ مملکت سعودی عرب کی انسانیت کے لیے خدمات اس لحاظ سے بھی ممتاز ہیں کہ انھوں نے خدمات پیش کرتے وقت کسی جغرافیائی سرحدی،ثقافتی ونسلی امتیاز کا پاس نہیں رکھا بلکہ دنیا کے کسی بھی کونے میں جونہی کوئی آفت یا مصیبت پڑتی ہے تو سعودی عرب کی حکومت اور عوام کی طرف سے امدادی قافلے قطار در قطار پہنچتے ہیں۔یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سعودی عرب نے کبھی کسی محتاج وضرورت مند سے کبھی منہ نہیں موڑا،نہ ہی کسی بے کس و بے سہارا اور مساکین کی حاجت کو پورا کرنے میں بخل سے کام لیا بلکہ انسانیت کی خدمت میں کسی جغرافیائی، لسانی وثقافتی حد بندیوں کا خیال ذہن میں لائے بغیر بلا امتیاز رنگ ونسل خدمت کی ہے۔نماز جنازہ میں جماعت اہلحدیث کے عہدیداران اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور مرحومؒ کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور دعائے مغفرت کی۔

(منجانب: شعبہ نشرواشاعت جماعت اہلحدیث پاکستان)

جماعتی خبریں

تحفظ ناموس رسالت ریلی

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری ہے کیونکہ تحفظ ناموس رسالت ایمان کا حصہ ہے اس پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں ہوسکتا اور اس قبیح فعل کا ارتکاب کرنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ ان خیالات کا اظہار مورخہ 25 جنوری بروز اتوار امیر جماعت اہلحدیث پنجاب حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی حفظہ اللہ کی زیر قیادت منعقد ہونے والی تحفظ ناموس رسالت ریلی سے تمام مکاتب فکر کے علماء نے اپنے مشترکہ خطاب میں کیا۔ آئے روز گستاخانہ خاکوں کا شائع ہونا حکومت کی نااہلی کا نتیجہ ہے، انھوں نے حکومت سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس معاملہ کو اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر اٹھائے اور فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ علاوہ ازیں جماعت اہلحدیث کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور نے کہا کہ حکومت وقت میں اگر غیرت ایمانی موجود ہے تو فرانس کے سفیر کو فی الفور ملک بدر کرے اور اس معاملے کو اقوام متحدہ کے سامنے اٹھائے۔ علاوہ ازیں اس عظیم الشان ریلی میں تمام مسالک کے علمائے کرام نے خطابات کیے اور سینکڑوں کلمہ گو نوجوانوں نے حرمت رسول ﷺ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کا اعادہ کیا ہے۔ (منجانب: جماعت اہلحدیث بھوئے آصل قصور)

توہین رسالت ناقابل معافی جرم ہے

جماعت اہلحدیث پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر نے کہا کہ توہین رسالت مآب ﷺ ناقابل معافی جرم ہے۔ حکومت عالمی سطح پر گستاخانہ حرکات کرنے والے ممالک سے تعلقات ختم کرے، فرانس کی طرف سے توہین رسالت کی ناپاک جسارت امت مسلمہ کی غیرت و حمیت کو چیلنج ہے اس لیے تمام مسلمانوں کو باہمی اختلافات ختم کر کے حرمت رسول ﷺ پر مر مٹنے کا عزم کرنا ہوگا۔ مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین نوجوان نسل میں اقدار اسلامیہ کا شعور بیدار کریں۔ ایسے ناسازگار حالات میں حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ سعودی عرب تمام اسلامی ممالک کے سربراہان کا اجلاس طلب کر کے حرمت رسول ﷺ کے لیے آئندہ کا مثبت لائحہ عمل طے کرے۔

(منجانب: حافظ عبدالقدیر بٹ سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پنجاب)

غائبانہ نماز جنازہ

خادم الحرمین الشریفین عالم اسلام کی عظیم شخصیت الملک شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کی غائبانہ نماز جنازہ 23 جنوری 2015ء بروز جمعۃ المبارک کو بعد نماز عشاء مرکزی مسجد محمدی اہلحدیث کوٹرادھاکشن قصور میں شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں شہر بھر سے احباب جماعت ودیگر مکاتب فکر کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

علمائے کرام نے ان کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ شاہ عبداللہ ایک مثالی انسان تھے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دینی، رفاہی، سماجی بالخصوص بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کی تعمیر وترقی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نوازے اور انھیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور سعودی عرب کو قرآن وسنت کی اشاعت اور عالم اسلام کی ترقی کے لیے مزید کردار ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(دعاگو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی کوٹرادھاکشن قصور)

خطبہ جمعۃ المبارک

مورخہ 6 فروری 2015ء کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد رحمانی اہلحدیث J/74 بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور میں

پروفیسر عبیدالرحمن محسن صاحب

ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

(منجانب: انجمن رحمانی مسجد اہلحدیث J/74 بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف: جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (تاسیس اول:1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔تجدید تاسیس:1947ء لاہور)

شعبہ جات: جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے:(1)تحفیظ القرآن الکریم (2)شعبہ تجوید قراءت (3)درس نظامی (4)وفاق المدارس السلفیہ (5)دارالافتاء (6)تصنیف وتالیف (7)فن مناظرہ (8)دعوت والارشاد (9) کمپیوٹر لیب (10)طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع: جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

وظائف: ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت ایک کروڑ چودہ لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالی کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ: اللہ تعالی کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے۔جس کا تخمینہ تقریباً 80لاکھ روپے ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ تعالی کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 7-0107066-0286 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان

منجانب: **حافظ عبدالغفار روپڑی** ناظم اعلی جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور 0300-9476230/042-37656730